افغانستان میں آفتابِ آزادی جلد طلوع ہوگا

یومِ سیاہ کے موقع پر جمعیت اسلامی افغانستان کے سیکرٹری جنرل سید نور اللہ عماد کا پیغام

آج سے آٹھ سال پہلے ۲۷ دسمبر کو ہمارے پڑوسی ملک روس نے جسے دنیا سپر پاور کے نام سے یاد کرتی ہے ہماری مقدس اور غیر جانبدار سرزمین پر فوج کشی کرکے افغان باشندوں کی آزادی و حریت پر ڈاکہ ڈالا اور اس غرض کے لیے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ فوج افغانستان میں جھونک دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے امن وسکون اور لالہ وگل کی یہ وادی خاک وخون میں غلطاں ہوگئی، بمبار طیاروں، توپوں، راکٹوں، میزائلوں، زہریلی گیسوں اور نیپام بموں نے انسانی جانوں، جانوروں، فصلوں، باغات اور آباد گھروں پر اس قدر تباہی نازل کی کہ لاکھوں انسان شہید، لاکھوں اپاہج اور ایک تہائی سے زیادہ آبادی بے گھر ہو کر رہ گئی۔

روسی حکمرانوں کو یہ زعم تھا کہ موت کا یہ تماشا رچا کر وہ افغانستان کو بہت جلد غلام بنالیں گے۔ مگر انہیں جلد ہی یہ علم ہوگیا کہ وہ تاریخ کی سب سے بڑی خام خیالی میں مبتلا تھے۔

افغانستان کے عوام حملہ آور روسی سامراج کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے اور نہتے ہونے کے باوجود انہوں نے بہادری، شجاعت اور جانثاری کا مظاہرہ کیا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی اور روسی حکمران بوکھلا اٹھے۔ اب اس حقیقت سے انکار کی گنجائش نہیں رہی کہ آٹھ سالہ جنگ نے روس کو اقتصادی، فوجی اور سیاسی اعتبار سے مفلوج بنا کر رکھ دیا ہے اور وہ دن دور نہیں جب افغانستان کی پاک فضا میں آزادی کا تابناک آفتاب طلوع ہوگا اور انشاء اللہ بہت جلد وہ تاریکی نابود ہو جائے گی جو روسی سامراج نے افغانستان میں پھیلا دی تھی اللہ نے چاہا تو ہم بہت جلد روسی درندوں کے ناپاک پنجوں سے آزاد ہو جائیں گے اور ہمارے مہاجر بھائی اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائیں گے۔ یہ نیا افغانستان ہوگا جس پر اسلامی تشخص کی چھاپ ہوگی جو غیر جانبدار اور آزاد ہوگا اور تعمیر و ترقی کا ضامن ہوگا۔

ومن اللہ التوفیق

ہمارا دشمن عوام کو مہاجرین کے خلاف بھڑکا کر وہ مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے جو وہ میدانِ جنگ میں حاصل نہیں کر سکا

افغانستان ۱۹۸۸ء میں آزاد ہو جائے گا

— صدر جنرل محمد ضیاء الحق —

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ ۱۹۸۸ء میں افغانستان آزاد ہو جائے گا۔ اور وہ افغانوں کا روایتی کھیل دیکھنے آزاد کابل جائیں گے۔

پشاور شیخ آباد میں زمیندارہ کنونشن سے خطاب کرتے وقت انہوں نے کہا کہ ۲۷ دسمبر کو افغانستان میں روسیوں کو داخل ہوئے آٹھ سال مکمل ہو گئے۔ اس دوران صوبہ سرحد بلوچستان اور دیگر علاقوں کے عوام نے مہاجرین کی جو مہمان نوازی کی ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔

انہوں نے کہا کہ بموں کے دھماکوں کا ذمہ دار مہاجرین کو ٹھہرانے والے وہ مٹھی بھر عناصر ہیں جن کی حیثیت آٹے میں نمک کے برابر ہے اور انہوں نے پاکستان کے قیام کی بھی مخالفت کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ افغانوں اور پٹھانوں کی نسلیں اس بات پر فخر کرتی ہیں کہ انہوں نے کبھی مہمانوں کو اپنے گھر سے نہیں نکالا اور ان کی عزت کی ہے جب کہ ہم نے اپنے مہاجر بھائیوں کو زمین کے علاوہ کیا دیا ہے۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے والا مقام صدر نے کہا: دشمن اس تاک میں ہے کہ عوام کو مہاجرین کے خلاف اُکسا کر وہ مقاصد حاصل کئے جائیں جو وہ میدان جنگ میں بھی حاصل نہیں کر سکا۔

انہوں نے زمیندارہ کنونشن کے موقع پر افغانوں کے روایتی کھیل بزکشی کو سراہتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ ۱۹۸۸ء میں ہم بزکشی کا کھیل دیکھنے آزاد کابل جائیں گے۔

جمہوریہ اسلامی پاکستان کے عزت مآب صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے آخر میں دعا کی کہ اللہ افغانوں کو افغانستان کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانے میں کامیاب کرے۔

جہادِ افغانستان کے آٹھ سال مکمل ہونے پر امیر جماعت اسلامی پاکستان جناب قاضی حسین احمد صاحب کا پیغام

افغانستان پر براہ راست روسی فوجی مداخلت اور ان کے خلاف افغان مجاہدین کی تحریک مزاحمت کا آٹھ سال مکمل ہو گئے ہیں اس موقع پر جماعت اسلامی پاکستان کے امیر جناب قاضی حسین احمد صاحب نے اپنے پیغام میں کہا ہے:

"دورِ حاضر میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ اسلام کے نام پر مسلمان عوام کی عظیم الشان اور بیش بہا قربانیوں کا ثمر آخر کار لادینی قوتیں لے گئیں انہوں نے مثال کے طور پر الجزائر کا نام لیتے ہوئے فرمایا: الجزائر کے جہاد کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے امیر عبدالقادر مجاہد جیسے رہنما کی زیر قیادت ایک اسلامی جہاد شروع کیا گیا. مگر جب اپنی منزل پر پہنچی تو معلوم ہوا اس کی قیادت پر مغرب زدہ لوگ مسلط ہو گئے ہیں.

جناب قاضی حسین احمد صاحب نے افغان مسلمان عوام کے برداشت کئے ہوئے غم، درد، عالم ہجرت میں گوناگوں تکالیف اور دیگر مصائب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

افغانستان میں جہاد کی کھیتی پک چکی ہے اب فصل کاٹنے کا وقت آ گیا ہے. تو سپر طاقتوں کا آپس میں اس بات پر گٹھ جوڑ ہو رہا ہے کہ کس طرح یہ فصل اپنی مادی تہذیب کی نمائندہ سیکولر قیادت کی طرف منتقل کر دی جائے واضح رہے کہ مادی تہذیب روس اور امریکہ کی قدرِ مشترک ہے. ان سیکولر عناصر کا جہاد افغانستان میں کوئی حصہ نہیں ہے. اور ان میں ہمت بھی نہیں. کہ مشکل دور جب افغانستان آگ و خون میں نہا رہا ہے اور افغانستان کی سرزمین پر قدم رکھ سکیں، یورپ اور امریکہ کے عشرت کدوں میں پناہ لینے والے یہ لوگ اس انتظار میں ہیں. کہ امریکہ اور روس مجاہدین سے جان چھڑانے کی خاطر آپس میں گٹھ جوڑ کر کے ان کو دوبارہ افغانستان کے تخت پر مسلط کر دے.

سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمان ملکوں کی حکومتیں بھی ان طاقتوں کی آلہ کار بن جاتی ہیں.

کئی سال تک افغان مجاہدین اور مہاجرین کو پناہ دینے والے ان کی خاطر تکالیف برداشت کرنے والے پاکستانی مسلمان اس انتظار میں ہیں کہ جب افغانستان مجاہدین کے ہاتھوں روس کے اقتدار سے پاک ہو جائے گا. تو ان کے پڑوس میں پاکستان کا دوست جمہوری اسلامی افغانستان وجود میں آ جائے گا جو پاکستان سمیت پوری ملت اسلامیہ کے لئے باعثِ تقویت بنے گا.

آخر میں امیر جماعت اسلامی نے کہا. مجاہدین کی جدوجہد کے نتیجے پاکستان کی شمال مغربی سرحد پر ناقابل تسخیر دیوار کھڑی ہے جس کی وجہ سے پاکستانی قوم اور اس کی افواج اپنی شمال مغربی سرحد کی حفاظت سے بے فکر ہے.

خدا وہ وقت نہ لائے جب کچھ بے تدبیریوں کے نتیجے میں یہ حفاظتی دیوار گر جائے اور ہم ایک ایسی پیچیدہ صورت حال سے دوچار ہو جائیں. جس سے نکلنا مشکل ہو."

تحریر: ڈاکٹر عبداللہ محسن اسلام پورہ لاہور

اب روس کو افغانستان سے چلا جانا چاہیئے

۲۷ دسمبر کو افغانستان میں روسی جارحیت کے آٹھ سال مکمل ہو جائیں گے ان آٹھ سالوں میں روسی فوج نے دہشت و بربریت کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔ روسی طیاروں نے وحشیانہ بمباری کرکے ہزاروں گاؤں کو ملیامیٹ کر ڈالا۔ نیپام بموں سے بستیاں اور باغ جلا ڈالے۔ لاکھوں معصوم افغانوں کو شہید کر ڈالا۔ ہزاروں جوانوں کو ٹینکوں تلے روند ڈالا۔ ہزاروں عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر ڈالا ½ کروڑ باشندوں کو پڑوسی ملکوں میں دھکیل ڈالا زہریلی گیسوں، نیپام بموں، دور مار توپوں اور جدید ترین میزائلوں کے استعمال سے پرامن افغانستان کو خاک اور خون میں بدل ڈالا، غرضیکہ ماسکو کی ان ظالم فوجوں نے ہر وہ ہتھیار استعمال کیا جس پر انہیں اعتماد تھا کہ ان کے ذریعے وہ افغانوں پر قابو پالیں گے۔

روسیوں نے افغانستان میں فوج بھیجنے کا فیصلہ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہوگا لیکن ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کو اتنی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ افغانستان کی سابقہ تاریخ کو دیکھتے ہوئے ان کا خیال تھا کہ وہ جوں ہی بڑے بڑے شہروں پر کنٹرول حاصل کر لیں گے تو ان کے لئے باقی ملک کو سنبھالنا مشکل نہ ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ توڑے دار بندوقیں رکھنے والے افغان قبائل جدید اسلحہ کو دیکھ کر مقابلے کی جرأت ہی نہیں کریں گے اور اگر کہیں سے مسلح جدوجہد ہوئی بھی تو اسے کچلنا روسی فوج کے لئے اتنا مشکل نہیں ہوگا۔ ان کی پلاننگ یہی تھی کہ مزاحمت کی صورت میں روسی فضائیہ کا مؤثر استعمال نتیجہ خیز ثابت ہوگا۔ نیز پہاڑی علاقوں میں لڑنے والے تربیت یافتہ دستے افغانوں کی مزاحمت کو بالکل ہی کچل کر رکھ دیں گے

۱۹۷۹ء میں جب روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں تو ماسکو یونیورسٹی کے طالب علموں نے اپنے پروفیسر سے پوچھا کہ ان واقعات کے بارے میں اس کا کیا خیال ہے۔ تو اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ "ہماری فوجوں نے ایک ہفتہ میں افغانستان کو فتح کر لیا ہے" اس وقت وہاں پر موجود جس پاکستانی طالب علم نے مجھے یہ واقعہ سنایا اس کے بقول روس بالکل مطمئن تھے کہ پولینڈ ہنگری اور چیکوسلواکیہ کی طرح وہ جلد ہی افغانستان پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیں گے اور افغانستان مستقل طور پر کمیونسٹ بلاک میں شامل ہو جائے گا۔ اس کے بقول افغانستان میں فوجی مداخلت روسیوں کے لئے ایک معمول کی کاروائی تھی۔ لیکن غیور افغانوں نے اپنے جذبہ حریت کی بنا پر تاریخ کا رخ موڑ ڈالا۔ وہی روس جس کا دعویٰ ہے کہ اس کی فوج جس ملک میں داخل ہو جائے واپس نہیں جاتی آج اپنی فوجوں کی واپسی کی بات کرنے پر مجبور ہے شاید روس کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ افغان اپنے دوست کو سو سال تک اور اپنے دشمن کو دو سو سال تک یاد رکھتے ہیں۔ روسیوں نے ان سے دشمنی مول لے کر خود اپنے لئے ہی پریشانی پیدا کر ڈالی۔ ایک پسماندہ ترین ملک کے باشندوں نے ایک سپر پاور کو ایسی شکست سے دوچار کیا ہے۔ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

جوں جوں افغانستان میں روسی فوجوں کا قیام بڑھتا گیا روس کی مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ ایک طرف آزاد دنیا نے اس ننگی جارحیت پر روس کی مذمت کرنا شروع کر دی اور دوسرے ایسے بھاری جانی و مالی نقصانات الگ برداشت

کرتے پڑے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک روس کے بیس ہزار فوجی اس جنگ میں کام آچکے ہیں۔ جبکہ مزید دس ہزار ناکارہ ہو کر روس واپس جا چکے ہیں اگرچہ روس نے ابھی تک سرکاری طور پر اس جنگ میں مرنے والے اور زخمی فوجیوں کے اعداد و شمار ظاہر نہیں کئے ہیں لیکن آخر یہ افراد روسی معاشرے کا حصہ تھے اور ان کے مرنے یا زخمی ہونے کی اطلاعات روس کے باشندوں تک پہنچ ہی جاتی ہوں گی۔ تاشقند یونیورسٹی سے ایم۔ ڈی کی ڈگری حاصل کرنیوالے ایک پاکستانی ڈاکٹر کے مطابق ایک روز ٹرین میں سفر کے دوران ایک بوڑھی عورت زار و قطار روتے ہوئے ملی۔ اس نے عورت سے روسی زبان میں پوچھا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو افغانستان بھیج دیا گیا تھا جہاں وہ مارا گیا ہے اور اب میرا کوئی سہارا نہیں بچا۔ اسی طرح کتاب "کاٹ ان دی کراس فائر" کی مصنفہ جان گڈون جس نے ۱۹۸۵ء میں کابل اور روس کا دورہ کیا لکھتی ہے کہ وہ افغانستان میں مارے جانے والے ایک روسی فوجی کے والد سے اس کے گھر میں ملی اور اس کے بیٹے کی باتیں شروع کر دیں۔ اور جب میں نے بتایا کہ میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں تو اُس نے کہا " اس کتاب میں یہ صرف لکھنا کہ وہ ایک ایسا شخص تھا جسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اسے افغانستان بھیجا جا رہا ہے۔ یہ بھی لکھو کہ اگر اسے معلوم ہوتا تو وہ ہرگز نہ جاتا اور یہ کہ یہاں سے کوئی فوجی افغانستان نہیں جانا چاہتا۔"

روسی حکومت ہزار کوشش کے باوجود اس غیر محسوس پروپیگنڈے کو نہیں روک سکتی۔ اس سے روسی عوام کے ذہنوں میں یہ تشویش تو پیدا ہوتی ہوگی کہ آخر ایک ہفتہ میں فتح ہونے والے ملک میں آٹھ سال گزرنے کے باوجود جنگ کیوں جاری ہے۔ شاید انہی حالات کا اندازہ لگا کر اب روسی ذرائع ابلاغ نے جنگ افغانستان کی خبریں دینا شروع کر دی ہیں اور وہاں پر مارے جانے والے سپاہیوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ان کے بارے میں پروگرام ریڈیو اور ٹی وی پر نشر کئے جاتے ہیں لیکن اصل صورت حال یہ ہے کہ روسی فوج کا مورال حد سے زیادہ گر چکا ہے اس بات کا اندازہ قید ہونے والے روسی فوجیوں اور مرنے والے روسی فوجیوں کی ڈائریوں سے ہوتا ہے۔ ان کو روس سے یہ کہہ کر لایا جاتا ہے کہ افغانستان میں امریکی اور یورپی ملکوں کی فوجیں لڑ رہی ہیں جن کا مقابلہ انہیں کرنا ہے مگر افغانستان پہنچ کر انہیں نہتے عوام پر ظلم کرنا پڑتا ہے تو ان کے خیالات اور جذبات بدل جاتے ہیں اور لڑنے کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔

افغانستان کی جنگ سے روس کو معاشی طور پر بھی بے پناہ نقصان پہنچ رہا ہے۔ ڈیڑھ لاکھ روسی فوجوں کے قیام اور ان کی حفاظت پر اٹھنے والے اخراجات ہی اتنے کم نہیں ہیں لیکن روس کو ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں جنگی طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی تباہی کی صورت میں اس مداخلت کی جو قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے اس کا بھی کوئی حساب نہیں۔ ہر سال سینکڑوں طیارے اور ہزاروں ٹینک مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہو جاتے ہیں اور ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ افغانستان کے طول و عرض میں پھیلے ایک ہزار سے زائد محاذوں پر جو اسلحہ مجاہدین روسیوں

استاد برہان الدین ربانی مجاہدین کو جہاد پر جانے سے پہلے ہدایات دے رہے ہیں

سے چھین لیتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہے۔ انسٹی ٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز کی شائع کردہ رپورٹ کے مطابق صرف ۱۹۸۷ء کے پہلے چھ مہینوں میں روسیوں کے ۳۵۷ جنگی طیارے اور ہیلی کاپٹر مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہو چکے ہیں جبکہ اتنے ہی عرصے میں ۷ ہزار روسی اور کارمل فوج مارے جا چکے ہیں۔ یہ نقصانات کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ کامیابی کی کوئی امید نظر نہیں آتی مسلسل ایسے نقصانات برداشت کیئے جانا ایک سپر پاور کے لیئے بھی آسان نہیں ہے عالمی سطح پر روس کو اس مداخلت کی وجہ سے بھاری نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ اسلامی ملکوں کی تنظیم، غیر جانبدار ملکوں کی تنظیم اور اقوام متحدہ نے واضح طور پر روس کی بے جا مداخلت کی مذمت کی ہے۔ اسلامی ملکوں میں موجود روس کو اپنے کئی حامیوں سے ہاتھ دھونا پڑے ہیں فرانس کی کمیونسٹ پارٹی نے واضح طور پر روسی جارحیت کی مذمت کی ہے اور روس سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ افغانستان سے فوراً اپنی فوجیں نکال لے۔ یہی مطالبہ کئی اور ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں نے بالواسطہ طور پر کیا ہے۔ غیر جانبدار تحریک نے اپنے تمام اجلاسوں میں افغانستان سے غیر ملکی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی مسلسل آٹھ سال سے بھاری اکثریت سے روس کے خلاف قرارداد منظور کر رہی ہے اس دفعہ ۱۲۳ ملکوں کی ریکارڈ اکثریت نے روس سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی فوجیں نکالنے کی تاریخ کا فوری اعلان کرے صرف ۱۹ ملکوں نے قرارداد کے خلاف ووٹ دیا جن میں تمام کمیونسٹ ممالک شامل تھے اس سے دنیا میں روس کے اس اقدام کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت کا اظہار ہوتا ہے۔

افغان مجاہدین اپنی آٹھ سالہ جدو جہد کے دوران پوری طرح متحد ہو چکے ہیں۔ انہوں نے روس کے تمام ہتھکنڈوں کو مسترد کر دیا ہے اور روس سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ چند ماہ میں اپنی فوجیں نکال لے۔ انہوں نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ اگر روس کسی معاہدے کے تحت اپنی فوجیں واپس لے جاتا ہے تو واپسی کے دوران ان پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے اس بات کی بھی ضمانت دی ہے کہ روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد خانہ جنگی نہیں ہوگی۔

مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ افغانستان میں ایک منتخب حکومت قائم کی جائیگی جو ایک غیر جانبدار خارجہ پالیسی پر عمل در آمد کرے گی۔ لیکن انہوں نے مختلف سازشوں اور ہتھکنڈوں کو ماننے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ مجاہدین کے ایک لیڈر جناب "پروفیسر برہان الدین ربانی" نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ افغانستان کے غیور عوام کریں گے تحریک مزاحمت کے لیڈر اعلان کر چکے ہیں کہ افغانستان کا آئندہ رہنما مجاہدین میں سے ہوگا

افغان عوام میں بھی اس عرصے میں بڑی تبدیلی آ چکی ہے آج سے دس برس قبل افغانستان کا عام شہری بڑے شہروں میں ہونے والے واقعات سے تقریباً لاتعلق رہتا تھا اس کی ساری توجہ اپنی تجارت، قبائلی جھگڑوں اور مقامی مسائل پر مرکوز رہتی تھی۔ وہاں کی نوجوان نسل دنیا میں ہونے والے واقعات سے بالکل لاعلم تھی۔ لیکن ان آٹھ سالوں میں افغان عوام صدیوں پرانے قبائلی نظام سے نجات حاصل کر چکے ہیں وہ ہزاروں قبیلوں کے بجائے چند بڑی جماعتوں کے تحت منظم ہو چکے ہیں عالمی طاقتوں اور ان کے حربوں سے خوب واقف ہو چکے ہیں۔ لاکھوں ہموطنوں کی قربانی دینے کے بعد وہ اتنے حساس ہو چکے ہیں۔ کہ کسی کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دے سکتے۔ انہوں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ ان شہیدوں کی قربانیوں کے نتیجے میں شاہی نظام کا احیاء نہیں بلکہ ایک اسلامی حکومت قائم کی جائے گی۔ روس کو یہ بات جان لینی چاہیئے کہ اس نکتہ پر ہر افغان کا اتحاد ہے کہ ان کی جنگ اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک ایک روسی بھی ان کی سرزمین پر موجود ہے۔ ان حالات میں روس کے لئے صرف ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ وہ اب باعزت طور پر افغانستان سے چلا جائے۔

ہم انشاءاللہ ۱۹۸۸ء
میں بزکشی کا کھیل
دیکھنے آزاد کابل
جائیں گے،

جنرل محمد ضیاالحق

۲۷ دسمبر کمیونزم کے زوال کا دن

تحریر: ہمدرد

۱۴ اپریل ۱۹۷۸ء اور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء نے افغانستان کو جن دردناک المیوں سے دوچار کیا اس کی مثال انسانی تاریخ میں کم ملے گی یہ کربناک المیے صرف افغانوں کے لیے نہیں بلکہ کرۂ ارض پر تمام مسلمانوں کے لیے یکساں ہیں۔ جنہیں تاریخ بشریت میں مسلمانانِ عالم کی سیاہ بختی کے سیاہ ترین المیوں سے تعبیر کیا جائے گا۔

دنیا جانتی ہے کہ روس ایک توسیع پسند ملک ہے اس نے اپنے ان مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے افغانستان پر اپنا مستقل قبضہ جمانے کی بے شرمانہ کوشش کی۔ چنانچہ اس نے افغانستان میں اپنے ناپاک منصوبوں کو کامیاب بنانے کے لیے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ مثال کے طور پر سول اور ملٹری محکموں میں انہوں نے اپنے لئے جگہ پیدا کر لی روسی انجنیئر، ڈاکٹر، فنی ماہرین مشیر وغیرہ دھڑ دھڑ افغانستان آنے شروع ہوگئے اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ افغانستان کے تقریباً کلیہ امور پر قابض ہو گئے اب روسیوں کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ آہستہ آہستہ افغانوں کو اپنا ہم خیال بنائے۔ چنانچہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۸ء کو روسیوں کے تربیت یافتہ مٹھی بھر روس نواز افغان کمیونسٹوں کے ذریعے افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا۔ جس سے افغانستان کی مقدس فضا مکدر ہونے لگی اس کے بعد یکایک افغان مسلمان عوام کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مختصر یہ کہ جو کوئی شخص بھی کمیونسٹوں کو ایک راسخ العقیدہ اور سچا مسلمان دکھائی دیتا تو انہیں اپنے راستے کا کانٹا سمجھ کر ہٹانا شروع کر دیا جاتا۔ بے شمار افغان مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔ ٹینکوں تلے روندا، زندہ درگور کیا۔ یہاں تک کہ گروہ در گروہ افغانوں پر تیل چھڑک کر زندہ جلایا۔ انسانیت سوز مظالم کئے جن کی تفصیل ہمارے قارئین کرام روزانہ جرائد اور اخباروں میں پڑھتے چلے آرہے ہیں۔

آخر ظلم کی بھی ایک حد ہوتی ہے افغان مسلمان عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ انہوں نے اپنے ملک اور اپنے دین کو خطرے میں پایا اس لئے تن من اور دھن کی بازی لگا کر اسلام دشمن عناصر کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ جب جہاد اپنی ترقی کی اوج پر پہنچا تو دشمن کے پاؤں لرزنے لگے اور اس نے اپنی روایتی مکاری سے کام لیتے ہوئے افغانستان کے ہمسایہ ملکوں یعنی پاکستان، چین ایران اور یورپی ملکوں پر من گھڑت اور بے بنیاد الزام تراشے اور کہا کہ متذکرہ ملکوں کے فوجی افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اسی بے بنیاد الزامات کو بہانہ بنا کر ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روسی افواج براہ راست افغانستان میں داخل ہو گیئں۔ حفیظ اللہ امین کو قتل کر کے ببرک کو اس کا جانشین مقرر کیا افغانستان کے کونے کونے میں روسی افواج کی نقل و حرکت شروع ہو گئی پہلے ہی مرحلے میں روسی ٹینکوں نے ہری بھری کھڑی فصلوں کو روند ڈالا اور پھر افغانوں کے قتل عام کا ایک نہ ختم ہونے والا

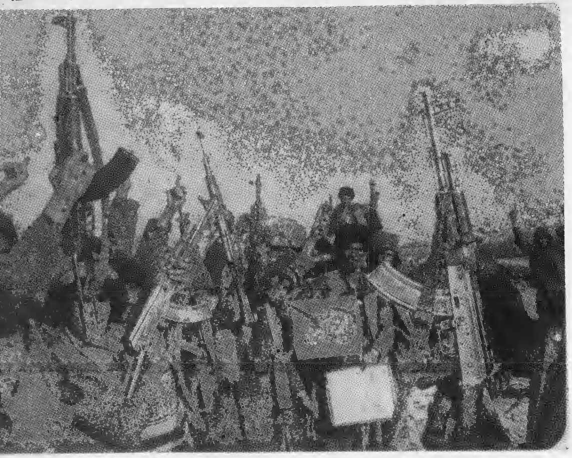

مجاہدین دشمن کی ایک چوکی پر قبضہ کرنے کے بعد "اللہ اکبر" کے نعرے لگا رہے ہیں

سلسلہ شروع کیا۔

ان واقعات کے رونما ہونے کی بھی کئی ایک وجوہات تھیں یہ المیے جو یکے بعد دیگرے ایک آزاد، خود مختار اور اسلامی ملک افغانستان میں رونما ہوئے اور گزشتہ نو ۹ برسوں سے افغان عوام روسیوں کے مظالم کی جن چکیوں میں پستے جا رہے ہیں وہ کوئی انہونی بات تو نہ تھی۔ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب رونما ہونے کے آثار تو شروع ہی سے ظاہر ہو چکے تھے اُس زمانے کے ارباب اختیار اور حکمرانوں نے آنے والے خطرے کو جانتے ہوئے بھی اس کو روکنے کے لیے کوئی مثبت اور مؤثر قدم اٹھانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ ان کی سیاسی بصیرت اتنی کم تھی کہ انہیں مستقبل میں رونما ہونے والے حالات اور واقعات کا کچھ بھی علم نہ ہو سکا۔

اب جبکہ ان خوفناک المیوں نے جنم لے لیا اور ملک میں آگ اور خون کے دریا بہنے لگے تو سب نے ان مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے میں اپنی عافیت دیکھی۔ روسیوں نے افغانستان میں اپنا قدم جماتے ہی کفر و الحاد کے وسیع پیمانے پر تبلیغ شروع کر دی اسلام کو ایک زنگ زدہ اور پرانے قانون کا نام دیتے ہوئے اسلام کے خلاف نعرے لگائے۔ افغان عوام سے کہا کہ وہ اپنے کرم خوردہ ماضی کو بھول جائیں اور اپنے تابناک مستقبل کی طرف آگے بڑھیں۔ القصہ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے بروئے کار لائے گئے۔ لیکن افغانوں نے دشمن کی ایک بھی نہ سُنی۔

اس خونین انقلاب اور حادثہ جانکاہ نے ہماری ملی غیرت کو چیلنج کیا اور ہمیں للکارا تو ہمارے جیالے عوام کی رگوں میں ان سبھی ناانصافیوں اور ظلم و بربریت کے خلاف خون کھولنے لگا اور انہوں نے اپنے اسلاف کے کردار کو از سرِ نو تازہ کرنے کے لیے دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف پہلے سے کہیں زیادہ جوش و خروش سے صف آرا ہو گئے۔ کیونکہ قوم اپنی ملی غیرت کو داؤ پر لگا کر ہی دشمن سے اپنا حق چھین سکتی ہے یہ امر بھی دنیا والوں سے پوشیدہ نہیں رہا کہ مجاہد افغانوں نے روسیوں کے سبھی مظالم کا نہایت مردانگی کے ساتھ مقابلہ کیا اور ہر محاذ پر دشمن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

عالم انسانیت افغان عوام کی اس جرأت اور افغانی ہمت پر حیران اور انگشت بدندان ہو کر انہیں بارہا داد دے چکی ہے۔ چنانچہ آزاد دُنیا کے ممالک اور حق پسند تنظیمیں ہمارے جیالے مجاہدوں کے جنگی کردار کو مسلسل سراہ رہے ہیں آج بھی روسیوں کی ننگی جارحیت اور بربریت وسیع پیمانے پر افغان عوام پر جاری ہے۔ لاکھوں افراد لاپتہ ہو چکے ہیں۔ ابھی تک ان کے حیات و ممات کے بارے ان کے لواحقین کو کوئی اطلاع نہیں۔ گزشتہ نو سالوں کے دوران بارہ لاکھ شہیدوں نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ پانچ ملین سے زائد افغان اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے ہمسایہ ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے لاکھوں افراد مسلسل بمباری اور نیپام بموں کے زہریلے اثرات سے معذور ہو گئے ہیں۔ ہزاروں مائیں بیوہ ہو گئیں اور لاکھوں یتیم بچے بے سروسامانی کی حالت میں اپنی زندگی کسمپرسی کی حالت میں بسر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ پوچھے کہ یہ سب کچھ کس لئے برداشت کیا جا رہا ہے تو ہمارا جواب

ہوگا کہ ہم سب اللہؐ کی امانت ہیں اور ہمارا ہر عمل اسی کی رضا کے لئے ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے دین اور وطن کی آزادی کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کا عزم کر رکھا ہے۔ ہمارے ملک سے ہماری آن ہے۔ ہماری شان ہے۔ وطن کا ہم پر حق ہے۔ کہ ہم اس کی عظمت، شوکت آزادی اور خود مختاری کے لئے اپنے سروں کا نذرانہ پیش کریں۔

آج کل جو کچھ بھی افغانستان میں ہو رہا ہے یہ سب ہمارے سابقہ حکمرانوں کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ وقوع واقعہ سے قبل کسی نے حالات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا اور اس کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر راستہ اختیار نہیں کیا مٹھی بھر روس نواز افراد نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنے ہی بھائیوں کا خون بہایا اور اس طرح طوق لعنت اپنی گردنوں میں ڈال کر افغانستان کی پانچ ہزار سالہ تاریخ کے ماتھے پر کلینک کا ٹیکہ لگایا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدنام زمانہ روسی حکمران بھی افغان مجاہدین کی ضربوں کا تاب نہ لا سکے اور اس طرح بریژنیف، چرننکو اور آندروپوف سب کے سب حسرتوں بھرے دل واصل جہنم ہوئے۔ اسی طرح روسیوں کے حلقہ بگوش غلام افغانستان میں یکے بعد دیگرے قتل ہوتے گئے ترہ کئی کہاں گیا؟ امین کے ساتھ کیا کیا گیا؟ پھر جب ببرک کی نوبت آئی تو اسے کس انعام سے نوازا گیا؟ اور اب نجیب کی باری ہے۔ جیسے بھی عنقریب اپنے پیش رؤں کی طرح کلاشنکوف کی ایک گولی سے نوازا جائیگا اگرچہ آج کل نجیب نہایت شدومد کے ساتھ ریڈیو اور جرائد پر طرح طرح کے بیان داغ رہا ہے

چرننکو کی ہلاکت کے بعد گورباچوف کو انسانی نسل کشی کی میراث ملی ہے دیکھئے وہ اس مسئلے کو کس طرح سلجھانے کی کوشش کرے گا۔

گذشتہ نو سالوں سے روسی فوج ہمارے جیالے مجاہدوں سے پنجہ آزمانے میں عاجز آچکی ہے روسی فوجوں پر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ روسی حکمرانوں نے ان بیچاروں کو افغان مجاہدوں کے ہاتھوں افغانستان میں قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن وہ گروہ در گروہ فرار ہو کر افغان مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح کچھ سپاہی راہ فرار اختیار کر کے دنیا کے آزاد ممالک میں پناہ لے کر روسی حکمرانوں کے منصوبوں کی قلعی کھول دی ہے۔ انہی واقعات سے روسی عوام حکومت پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ کہ اپنی فوجوں کو افغانستان سے فوراً نکال کر روس بھیج دیں۔

اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ افغان مجاہدین کا جہادی دائرہ دن بدن وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے جیالے مجاہدوں نے کئی بار سرحد پار کر کے روسی علاقوں میں گھس گئے۔ اپنے جہادی کردار کے ساتھ ساتھ وہاں کے مظلوم مسلمان عوام کو ان کی ایمانی ذمہ داری کا احساس بھی دلایا اور اس طرح ان کے سوتے ہوئے ضمیر کو جگایا تاکہ وہ ان مجاہدوں کی طرح اپنے حق کے حصول کے لئے اپنی جدو

ایک مجاہد دشمن کے ٹھکانوں کو راکٹ لانچر سے نشانہ بنا رہا ہے

جہد کا آغاز کریں۔

ادھر کابل انتظامیہ کی اپنی فوجوں پر تو کیا روسی فوجوں پر بھی کوئی اعتماد باقی نہیں رہا۔ افغانستان میں جہاں جہاں فوجیں مقیم ہیں وہاں خاردار تار لگادی گئی ہے۔ دور دور تک بارودی سرنگیں بچھا دی گئی ہیں تاکہ سپاہیوں کی فراری کی راہ بند رہے۔ کابل انتظامیہ کے اعلیٰ حکام بھی روسیوں کے سامنے اپنا وقار کھو بیٹھے ہیں اس لئے ان کا روسیوں پر اعتماد ختم ہو چکا ہے اور ان مصائب سے چھٹکارا پانے کے لئے ایک موزوں موقع کے انتظار میں ہیں

سیاحوں اور صحافیوں کے تاثرات کی ایک جھلک۔

جب کبھی بھی کسی سیاح نے افغانستان کا سفر کیا تو اس نے ہر جگہ تباہی ہی تباہی کے آثار دیکھے۔ ملک میں بد انتظامی، افراتفری اور بے بسی کی تائید کی۔ اسی طرح جب غیر ملکی صحافیوں کو جب افغانستان میں مدعو کیا گیا۔ تو انہوں نے صرف کابل شہر میں ٹھہر کر ایام سفر گزارے۔ بیرون شہر انہیں جانے کا موقع نہیں ملا۔ غیر سرکاری شخصیتوں سے ملاقات کرنے کی انہیں اجازت نہیں دی گئی۔ جہاں جہاں وہ جاتے پولیس اور فوج اُن پر کڑی نظر رکھتی تاکہ کوئی صحافی اپنے ذاتی نقطہ نظر سے اصل حقائق سے پردہ نہ اٹھا سکے۔ مگر اس قسم کی رکاوٹوں اور پابندیوں کے نتیجے میں صحافی حقیقت کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی پابندیاں ملک کے بدترین حالات کی غمازی کرتی ہیں۔

متذکرہ عبارت سے یہ اندازہ بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے کہ کابل انتظامیہ کا ملک میں خیر و عافیت کا دعویٰ کسی حد تک صحیح ہے۔

بہرکیف روسیوں کی فوجی مداخلت کے آج آٹھ سال پورے ہو چکے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس طویل عرصے کے دوران میں ہر محاذ پر قابل ذکر کامیابیاں ہوتی ہیں۔ دشمن کے مقابلے میں ہمارا پلہ ہمیشہ بھاری رہا۔ دشمن میدان جنگ کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی شکست کھا کر ذلیل و رسوا ہو چکا ہے۔ کابل انتظامیہ کے موجودہ نام نہاد حکمران نجیب نے اپنے آقاؤں کے اشارے پر مجاہدین کے سامنے کئی ایک عوام فریبانہ پیش کشیں کی ہیں۔ جن میں ایک طرفہ جنگ بندی، قومی مصالحت اور مخلوط حکومت کی تشکیل شامل ہیں۔ جنہیں افغان مجاہدین مسترد کر چکے ہیں اور کہا ہے کہ جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی سپاہی موجود ہو جنگ جاری رہے گی۔ جب روسیوں کے یہ ہتھکنڈے کارگر ثابت نہ ہو سکے تو نجیب نے ایک لویہ جرگہ کا اہتمام کر کے خود اپنی ناکامی اور غیر ہردلعزیزی کا انتظام کیا۔

مقصد یہ کہ ناکامی روسیوں اور ان کے حواریوں کا مقدر بن چکی ہے ۲۷ دسمبر کا دن کیمونزم کے زوال کے آغاز کا دن تھا۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسلام کے اٹوٹ رشتوں کو نہیں توڑ سکتی۔ اسلامی عقیدے اور نظریے سے زیادہ مضبوط رشتہ دنیا میں سرے ہی سے موجود نہیں۔ ہم اسلامی عقیدے کے پابند ہیں۔ ہمیں کوئی بھی طاقت ہمارے کئے ہوئے عزائم سے پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔ ہم اپنی تقدیر کا خود فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہم کسی طاقت کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے بارہ لاکھ شہیدوں کے خون کا سودا کرے۔

اس حقیقت سے کوئی بھی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا۔ کہ افغان مجاہدین کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنا ہے اور وہ اس رسالت سے عہدہ برآ ہونے کی پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

تاریخ انسانیت موجودہ حوادث کو اپنے سینے میں محفوظ کر رہی ہے۔ امید ہے کہ افغانستان کا یہ المیہ بیسویں صدی کی غم انگیز تاریخ میں سرفہرست ہوگا

دعا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ شہدائے راہ حق کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمادے۔

وہ مجاہدین جو اس راہ میں اپنے جسم کے قیمتی اعضاء سے محروم ہو چکے ہیں۔ انہیں حوصلہ ہمت عطا فرمادے۔

اے اللہ! ہم نے جو قدم اٹھایا ہے اس راہ میں ہمیں کامیابی نصیب فرما۔

اے رب العزت! ہم تیرے عاجز اور ناتواں بندے ہیں۔ ہماری ناتوانی اور عاجزی تجھ پر عیاں ہے تو ہماری امداد فرما۔

تیرے بندے باطل کا سحر توڑنے کے لئے سرگرم پیکار ہیں تو ان کی امداد فرما۔

ماہنامہ

مشعل

م ش ع ل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اب وہ دن دور نہیں رہے جب افغانستان کی پاک فضا میں آزادی کا تابناک سورج ایک بار پھر طلوع ہو گا۔ سید نوراللہ عماد، سیکرٹری جنرل جمعیت اسلامی افغانستان

ہماری روز افزوں کامیابیاں اس حقیقت کی عکاسی کرتی ہیں کہ دشمن شکست سے دوچار ہو چکا ہے

استاد برہان الدین ربانی

اسلام سچا اور مکمل ضابطۂ حیات ہے

تحریر: میرزا خلیل

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا میں مذہب کا عام تصور یہ تھا

"زندگی کے بہت سے شعبوں میں سے ایک یہ بھی شعبہ ہے."

یا دوسرے الفاظ میں اس کی بہترین تعبیر یہ ہے. کہ مذہب انسان کی دنیوی زندگی کے ساتھ ایک ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ بعد کی زندگی میں نجات کے لئے ایک سند کے طور پر کام آئے، مذہب کا تعلق کلیتاً صرف اس رشتہ سے ہے جو انسان اور اس کے معبود کے درمیان ہے جس شخص کو نجات کے لئے بلند مرتبے حاصل کرنے ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ دنیوی زندگی کے تمام دوسرے شعبوں سے بے تعلق ہو کر صرف اسی ایک شعبہ کا ہو کر رہ جائے. مگر جس کو اتنے بڑے مراتب مطلوب نہ ہوں بلکہ محض نجات مطلوب ہو. اور اس کے ساتھ یہ خواہش بھی ہو کہ معبود اس پر نظر رکھے اور اس کو دنیوی معاملات میں برکت عطا کرتا رہے تو اس کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ اپنی دنیوی زندگی کے ساتھ اس ضمیمہ کو بھی لگائے رکھے. دنیا کے سارے کام اپنے ڈھنگ پر چلتے رہیں اور ان کے ہی چند مذہبی رسموں کو ادا کر کے معبود کو بھی خوش کیا جاتا رہے. انسان کا تعلق خود اپنے نفس سے، اپنے ابناء نوع سے اور اپنے گرد و پیش کی ساری دنیا سے ایک الگ چیز ہے. ان دونوں کے درمیان کوئی ربط نہیں.

یہ جاہلیت کا مذہبی تصور تھا اور اس کی بنیاد پر کسی انسانی تہذیب و تمدن کی عمارت قائم نہ ہو سکتی تھی. تہذیب و تمدن کے معنیٰ انسان کی پوری زندگی کے ہیں اور جو چیز انسان کی زندگی کا محض ایک ضمیمہ ہو. اس پر پوری زندگی کی عمارت ظاہر ہے کہ کسی طرح قائم نہیں ہو سکتی. یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ہر جگہ مذہب اور تمدن ہمیشہ ایک دوسرے سے الگ رہے ان دونوں نے ایک دوسرے پر تھوڑا یا بہت اثر ضرور ڈالا. مگر یہ اثر اس قسم کا تھا. جو مختلف اور متضاد چیزوں کو یکجا ہونے سے مرتب ہو جاتا ہے. اسی لئے یہ اثر کہیں بھی مفید نظر نہیں آتا مذہب نے تہذیب و تمدن پر جب اثر ڈالا. تو اس میں رہبانیت مادی علائق سے نفرت، لذاتِ دنیوی سے کراہیت، عالم اسباب سے بے تعلقی، انسانی تعلقات میں انفرادیت اور تعصب کے عناصر داخل کر دیئے. یہ اثر کسی معنیٰ میں بھی ترقی پذیر نہ تھا. بلکہ دنیوی ترقی کی راہ میں انسان کے لئے ایک سنگِ گراں تھا. دوسری طرف تہذیب و تمدن نے جس کی بنیاد سراسر مادیت اور خواہشات نفس کے اتباع پر قائم تھی. مذہب پر جب کبھی اثر ڈالا. تو اس کو گندہ کر دیا اس نے مذہب میں نفس پرستی کی ساری نجاستیں داخل کر دیں. اور اس سے ہمیشہ یہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی کہ ہر اس گندگی سے گندی اور بد سے بدتر چیز کو جسے نفس حاصل کرنا چاہتا ہے مذہبی تقدس کا جامہ پہنا دیا جائے. تاکہ نہ خود اپنا ضمیر ملامت کرے. اور نہ ہی کوئی دوسرا اس کے خلاف کچھ کہہ سکے. اسی چیز کا اثر ہے کہ بعض مذاہب کی عبادتوں تک میں ہم کو لذت پرستی اور بے حیائی کے ایسے طریقے ملتے ہیں. جن کو مذہبی دائرہ کے خلاف کچھ کہہ سکے اسی چیز کا اثر ہے کہ بعض مذاہب کی عبادتوں تک میں ہم کو لذت پرستی اور بے حیائی کے ایسے طریقے ملتے ہیں. جن کو مذہبی دائرہ کے خلاف کچھ کہہ سکے. اسی چیز کا اثر ہے کہ بعض مذاہب کی عبادتوں تک میں ہم کو لذت پرستی اور بے حیائی کے ایسے طریقے ملتے جن کو مذہبی دائرہ کے باہر خود ان مذاہب کے پیرو بھی بداخلاقی سے تعبیر کرتے ہیں.

مذہب اور تہذیب کے اس تقابل سے

قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو حقیقت بالکل نمایاں نظر آتی ہے کہ دنیا میں ہر جگہ تہذیب و تمدن کی عمارت غیر مذہبی اور غیر اخلاقی بنیادوں پر قائم ہوئی ہے۔

سچے مذہبی لوگ اپنی نجات کی فکر میں دنیا سے الگ رہے ہیں اور دنیا کے حالات کو دنیا والوں نے اپنی خواہشات نفس اور اپنے ناقص تجربات کی بنا پر جن کو ہر زمانہ میں کامل سمجھا گیا ہے اور جو ہر زمانہ مابعد میں ناقص ہی ثابت ہوئے ہیں۔ جس طرح چاہا چلایا اور اس کے ساتھ اگر ضرورت سمجھی تو اپنے معبود کو خوش کرنے کے لئے کچھ مذہبی رسمیں بھی ادا کر لیں۔ مذہب چونکہ ان کے لئے محض زندگی کا ایک ضمیمہ تھا اس لئے اگر وہ ساتھ رہا بھی۔ تو محض ایک ضمیمہ کی حیثیت سے رہا، ہر قسم کی سیاسی ظلم و ستم، ہر قسم کی معاشی بے انصافیوں ہر قسم کے معاشرتی بے اعتدالیوں اور ہر قسم کی تمدنی کج راہیوں کے ساتھ یہ ضمیمہ منسلک ہو سکتا تھا۔ اس نے قزاقی کا بھی ساتھ دیا جہاں سوزی اور غارت گری کا بھی، سود خواری اور قارونیت کا بھی اور فحش کاری اور قحبہ گری کا بھی یہ ہمنوا رہا۔

محمد رسول اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم جس غرض کے لئے بھیجے گئے وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ مذہب کے اس جاہلی تصور کو مٹا کر ایک عقلی اور فطری تصور پیش کریں اور صرف پیش ہی نہ کریں بلکہ اس کی اساس پر تہذیب و تمدن کا ایک مکمل نظام قائم کر کے کامیابی کے ساتھ چلائیں اور دنیا کو دکھائیں۔

اگر مذہب انسان کی زندگی کا محض ایک شعبہ یا ضمیمہ ہے۔ تو ایسی چیز کو دین مذہب کے نام سے موسوم کرنا ہی غلط ہے۔ حقیقت میں دین وہ ہے جو زندگی کا ایک جز نہیں بلکہ تمام زندگی ہو زندگی کی روح اور اس کی قوت محرکہ ہو۔ فہم و شعور اور فکر و نظر ہو، صحیح و غلط میں امتیاز کرنے والی کسوٹی ہو۔ زندگی کے ہر میدان میں ہر ہر قدم پر راہِ راست اور راہِ کج کے درمیان فرق کر کے دکھلائے راہِ کج سے بچائے اور راہِ راست پر استقامت اور پیش قدمی کی طاقت بخشے اور زندگی کے اس لامتناہی سفر میں جو دنیا سے لے کر آخرت تک مسلسل چلا جا رہا ہے۔ انسان کو ہر مرحلہ سے کامیابی و سعادت کے ساتھ گزار دے۔

اسی مذہب کا نام اسلام ہے۔ یہ زندگی کا ضمیمہ بننے کے لئے نہیں آیا ہے اگر اس کو بھی پرانے جاہلی تصور کے تحت ایک ضمیمۂ زندگی قرار دے دیا جائے۔ تو اس سے اس کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ یہ مذہب جس قدر خدا اور انسان کے تعلق سے بحث کرتا ہے۔ اسی قدر انسان اور انسان کے تعلق سے اور اسی قدر انسان اور ساری کائنات کے تعلق سے بھی بحث کرتا ہے اس کے آنے کا اصل مقصد انسان کو ایسی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ تعلقات کے یہ شعبے الگ اور ایک دوسرے سے مختلف و بیگانہ نہیں ہیں۔ بلکہ ایک مجموعہ کے مربوط اور مرتب اجزاء ہیں اور ان کی صحیح ترکیب ہی پر انسان کی فلاح کا دار و مدار ہے انسان اور کائنات کا تعلق اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان اور خدا کا تعلق درست نہ ہو۔ اسی طرح انسان اور خدا کا تعلق بھی اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ انسان اور کائنات کا تعلق درست نہ ہو۔ پس یہ دونوں تعلق ایک دوسرے کی تکمیل صحیح کرتے ہیں۔ دونوں مل کر ایک کامیاب زندگی بناتے ہیں اور مذہب کا اصل کام اسی کامیاب زندگی کے لئے انسان کو ذہنی و عملی حیثیت سے تیار کرنا ہے۔ جو مذہب یہ کام نہیں کرتا وہ مذہب ہی نہیں اور جو مذہب اس کام کو انجام دیتا ہے وہی اسلام ہے اسی لئے فرمایا گیا۔

ترجمہ: "اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے"

اسلام ایک خاص طریق فکر اور پوری زندگی کے متعلق ایک خاص نقطۂ خیال رکھتا ہے۔ پھر وہ ایک خاص طرز عمل ہے۔ جس کا راستہ اسی طریقۂ فکر اور اسی نظریہ زندگی سے متعلق ہوتا ہے۔ اس طریقۂ فکر اور طرز عمل سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے وہی مذہب اسلام ہے اور وہی تہذیب اسلام ہے یہاں مذہب اور تہذیب و تمدن الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ سب مل کر ایک مجموعہ بناتے ہیں اور وہی ایک طریق فکر اور نظریہ حیات ہے۔ جو زندگی کے ہر مسئلے کا تصفیہ کرتا ہے۔

انسان پر خدا کے کیا حقوق ہیں؟ ماں باپ کے، بیوی بچوں کے، عزیزوں اور قرابت داروں کے، پڑوسیوں اور معاملہ داروں کے، قوم و ملک کے، ملک و وطن کے، ہم مذہب اور غیر مذہب والوں کے دشمنوں اور دوستوں کے ساری نوعِ انسانی کے۔ حتیٰ کہ کائنات کی ہر چیز اور ہر قوت کے کیا حقوق ہیں؟ پھر یہی طریق فکر اور نظریہ حیات انسانی کی زندگی کا ایک بلند اخلاق نصب العین اور ایک پاکیزہ روحانی منتہائے مقصود متعین کرتا ہے اور زندگی کی تمام سعی و جہد کو خواہ کسی

بھی میدان میں ہو۔ ایسے راستوں پر ڈالنا چاہتا ہے۔ جو ہر طرف سے اسی ایک مرکز کی طرف راجع ہوں۔ یہ مقصد ایک فیصلہ کن چیز ہے۔ اسی لحاظ سے ہر شے کو پرکھا جاتا ہے اور جو شئے اس مقصد کے حصول میں مددگار ہوتی ہے اسے اختیار کر لیا جاتا ہے اور جو سدِ راہ ہوتی ہے اُسے رد کر دیا جاتا ہے۔

فرد کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے معاملات سے لے کر جماعت کی زندگی کے بڑے بڑے معاملات تک یہ معیار یکساں کار فرما ہے اسلام اس کا فیصلہ بھی کرتا ہے۔ کہ ایک شخص کو اکل و شرب میں، لباس میں، طہارت میں، صنفی تعلقات میں لین دین میں، بات چیت میں، غرض زندگی کے ہر معاملے میں کن حدود کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ وہ مرکز و مقصود کی طرف جانے والی سیدھی راہ پر قائم رہے اور ٹیڑھے راستوں پر نہ پڑ جائے۔ اسلام اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اجتماعی زندگی میں افراد کے باہمی روابط کن اصولوں پر مرتب کئے جائیں۔ جن سے معاشرت، معیشت، سیاست، غرض ہر شعبۂ زندگی کا ارتقاء ایسے راستوں پر ہو۔ جو منزل مقصود کی طرف جانے والے ہوں اور وہ راہیں نہ اختیار کرے جو اس سے دور ہٹانے والی ہوں۔ اسلام اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ زمین و آسمان کی جن قوتوں پر انسان کو دسترس حاصل ہو اور جو چیزیں اس کے لئے مسخر کی جائیں ان کو وہ کن طریقوں سے استعمال کرے تاکہ وہ اس کے مقصد کی خادم ہو جائیں اور کن طریقوں سے اجتناب کرے تاکہ وہ اس کی کامیابی میں مانع نہ ہوں اسلام اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اسلامی جماعت کے لوگوں کو غیر اسلامی جماعتوں کے ساتھ دوستی میں اور دشمنی میں جنگ میں اور صلح میں، اشتراک اغراض میں اور اختلاف مقصد میں، غلبہ کی حالت میں اور مغلوبی کے دور میں، علوم و فنون کے اکتساب میں اور تہذیب و تمدن کے لین دین میں کن اصولوں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ خارجی تعلقات کے ان مختلف پہلوؤں میں وہ اپنے مقصد کی راہ سے ہٹنے نہ پائیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو۔ بنی نوع انسان کے ان نادان اور گمراہ افراد سے بھی طوعاً یا کرہاً، شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر اس مقصد کی خدمت لے لیں جو اصل فطرت کے اعتبار سے ان کا بھی ویسا ہی مقصد ہے۔ جیسا کہ پیروانِ اسلام کا ہے۔

غرض۔ مذہب اسلام ایک ہی نقطۂ نظر ہے جو مسجد سے لے کر بازار اور میدان کارزار تک، طریق عبادت سے لے کر ریڈیو اور ہوائی جہاز کے طریق استعمال تک، غسل وضو اور طہارت و استنجاء کے جزوی مسائل سے لے کر اجتماعیات، معاشیات، سیاسیات اور بین الاقوامی تعلقات کے بڑے بڑے مسائل تک، مکتب کی ابتدائی تعلیم سے لے کر آثار فطرت کے انتہائی مشاہدات اور قوانین طبعی کی بلند ترین تحقیقات تک زندگی کی تمام مساعی اور فکر و عمل کے تمام شعبوں کو ایک وحدت بناتا ہے۔ جس کے اجزاء میں ایک مقصدی ترتیب اور ایک ارادی ربط ہے اور ان سب کو ایک مشین کے پرزوں کی طرح اس لئے جوڑا گیا ہے۔ کہ ان کی حرکت اور تعامل سے ایک ہی نتیجہ برآمد ہو۔

مذہب کی دنیا میں یہ ایک انقلابی تصور تھا اور جاہلیت کے خمیر سے بنے ہوئے دماغوں کی گرفت میں یہ تصور کبھی پوری طرح نہ آ سکا۔ آج دنیا علم و عقل کے اعتبار سے چھٹی صدی عیسوی کے مقابلے میں کس قدر آگے بڑھ چکی ہے مگر آج بھی اتنی قدامت پرستی اور تاریک خیالی موجود ہے کہ یورپ کی شہرۂ آفاق یونیورسٹیوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ بھی اس انقلاب انگیز تصور کے ادراک سے اسی طرح عاجز ہیں۔ جس طرح قدیم جاہلیت کے ان پڑھ لوگ تھے۔ ہزاروں برس سے مذہب کا جو غلط تصور وراثت میں منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے اس کی گرفت دماغوں پر ابھی تک مضبوط جمی ہوئی ہے، عقلی تنقید اور علمی تحقیق کی بہترین تربیت سے بھی اس کے بند نہیں کھلتے۔ خانقاہوں اور مسجدوں کے تاریک حجروں میں رہنے والے ائمہ مذہب کے معنی گوشۂ عزلت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے کے سمجھیں اور دینداری کو عبادات کے دائرے میں محدود خیال، جاہل عوام ائمہ مذہب کو باجے اور تعزیے کے سوالات میں محدود سمجھیں، تو یہ مقام حیرت نہیں۔ کہ وہ تو ہیں ہی جاہل۔ مگر ہمارے پروردگارانِ نورِ علم کو کیا ہوا۔ کہ ان کے دماغوں سے کبھی قدامت پرستی کی ظلمت دور نہیں ہوتی؟ وہ کبھی مذہب اسلام کو انہی معنوں میں ایک مذہب سمجھتے ہیں۔ جن میں ایک غیر مسلم اپنے قدیم جاہلی تصور کے تحت سمجھتا ہے۔ •

فہم و ادراک کے اسی تصور کی وجہ سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کا ایک بڑا حصہ نہ صرف خود غلط روش پر چل

رہا ہے بلکہ دنیا کے سامنے اسلام اور اس کی تہذیب و تمدن کی نہایت غلط نمائندگی کر رہا ہے۔ پیروانِ اسلام کے حقیقی مسائل جن کے حل پر ان کی حیات و ممات کا دار و مدار ہے، سرے سے لوگوں کی سمجھ ہی میں نہیں آتے اور یہ ضمنی غیر متعلق مسائل کو اصل مسائل سمجھ کر عجیب عجیب طریقوں سے ان کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اگر یہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے، کہ "مسلمان" کسے کہتے ہیں اور حقیقی معنی میں اسلامی سوسائٹی کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے۔ تو ان کی تمام غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں۔ قانونی حیثیت سے ہر وہ شخص "مسلمان" ہے، جو کلمۂ طیبہ کا زبان سے اقرار کرے اور ضروریاتِ دین کا منکر نہ ہو۔ لیکن اس معنی میں جو شخص "مسلمان" ہے اس کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہے۔ ہم اسے کافر و مشرک نہیں کہہ سکتے۔ نہ وہ حقوق دینے سے انکار کر سکتے ہیں جو مجرد اقرار اسلام سے اس کو مسلمان سوسائٹی میں حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقی اسلام نہیں ہے۔

اصل اسلام یہ ہے کہ مسلمان کا ذہن اسلام کے سانچے میں ڈھل جائے مسلمان کا طریقِ فکر وہی ہو۔ جو قرآن حکیم کا ہے۔ زندگی اور اس کے تمام معاملات پر مسلمان کی نظر وہی ہو جو قرآن حکیم کی نظر ہے۔ اشیاء کی قدریں اسی معیار کے مطابق مسلمان معین کرے، جو قرآن حکیم نے اختیار کیا ہے اس کا انفرادی و اجتماعی نصب العین وہی ہو، جو قرآن حکیم نے پیش کیا ہے

اگر مسلمانوں کے ذہن کو یہ چیز اپیل نہیں کرتی اور مسلمانوں کی نفسیات قرآنی نفسیات کے سانچہ میں ڈھلنا قبول نہیں کرتے۔ تو کوئی ان مسلمانوں کو دائرہ اسلام میں آنے یا رہنے پر مجبور نہیں کرتا عقل اور راست بازی کا تقاضہ ہے کہ ایسے مسلمانوں کو اسی دائرہ کے باہر اپنے لئے مناسب جگہ تلاش کر لی چاہیئے۔

لیکن اگر مسلمانوں کا ذہن اس چیز کو قبول کرتا ہے اور اپنی نفسیات کو قرآنی نفسیات کے ساتھ متحد کر لینے کے لئے وہ آمادہ نہیں۔ تو پھر زندگی کے کسی معاملہ میں بھی مسلمانوں کا راستہ اس راستے سے الگ نہیں ہو سکتا۔ جسے قرآن "سبیل المؤمنین" کہتا ہے۔

اسلامی ذہن یا قرآنی ذہن جس نظریۂ زندگی کے چند اعتقادات پر ایمان لاتا ہے۔ چند عبادات تجویز کرتا ہے۔ چند شعائر (جو عام اصطلاح میں "مذہبی شعائر کہے جاتے ہیں) اختیار کرتا ہے۔ ٹھیک اسی نظریہ کے تحت وہ کھانے کی چیزوں میں، پہننے کے سامان میں، لباس کی وضعوں میں، معاشرت کے طریقوں میں، تجارتی لین دین میں، معاشی بندوبست میں، سیاست کے اصولوں میں تہذیب و تمدن کے مختلف مظاہر میں، مادی وسائل اور قوانینِ طبعی کے علم کو استعمال کرنے کے مختلف طریقوں میں بعض کو رد کرتا ہے اور بعض کو اختیار کر لیتا ہے۔

چونکہ نقطۂ نظر ایک ہے۔ فکر ایک ہے۔ نصب العین ایک ہے، ترک و اختیار کا معیار ایک ہے اس لئے زندگی بسر کرنے کے طور طریقے۔ سعی و جہد کے راستے معاملات دنیا کی انجام دہی کے اصول الگ نہیں ہو سکتے جزئیات میں عمل کی شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں، احکام کی تعبیروں اور فروع پر اصولوں کے انطباق میں تھوڑا بہت اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ اختلاف عوارض کا اختلاف ہے، لیکن جس بنیاد پر اسلام میں زندگی کی پوری سکیم مرتب کی گئی ہے۔ اور اس کے تمام شعبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے وہ کسی اختلاف کو قبول نہیں کرتی۔ یہاں آپ مذہبی اور دنیوی شعبوں کو ایک دوسرے سے الگ کر ہی نہیں سکتے۔

اسلام کی نگاہ میں دنیا و آخرت دونوں ایک ہی مسلسل زندگی کے دو مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ سعی و عمل کا ہے۔ اور دوسرا مرحلہ نتائج کا ہے۔ آپ زندگی کے پہلے مرحلے میں دنیا کو جس طرح برتیں گے دوسرے مرحلے میں ویسے ہی نتائج ظاہر ہوں گے۔ اسلام کا مقصد آپ کے ذہن اور آپ کے عمل کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ زندگی کے اس ابتدائی مرحلے میں دنیا کو صحیح طریقے سے برتیں جس سے دوسرے مرحلے میں صحیح نتائج حاصل ہوں۔

پس یہاں پوری دنیوی زندگی، مذہبی زندگی ہے اور اس میں اعتقادات و عبادات سے لے کر تمدن، معاشرت اور سیاست و معیشت کے اصول و فروع تک ہر چیز ایک ہی مقصدی ربط کے ساتھ مربوط ہے۔ اور یہی ایک بنیادی امتیاز ہے۔ اور اسی امتیاز خاص کی وجہ سے اسلام زندگی کا مکمل ضابطہ اور قانون ہے۔

تحریر: مولوی زاهدی احمدزئی

مسلمانوں کی لاپرواهی سے اسلام پر یلغار شروع هوا

اس بات سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا. کہ جب تک مسلمان اور اسلامی امت، اسلام اپنا مذہب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رہبر اور قرآن اپنا دستور العمل سمجھتے تھے تو اس وقت تک کسی کو یہ جرآت نہ تھی کہ اسلام اور اسلامی امت پر تنقید کریں. یا دین اسلام سے کوئی شخص انحراف کر سکے. مگر جب مسلمان اپنے دینی اقدار کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید اور پیروی کرنے لگے اور اسلام سے منہ موڑا. تو اسلام دشمن طاقتوں نے اسلام اور مسلمانوں پر ذہنی، عقیدوی اور جنگی یلغار شروع کیا.

اس لئے ہم اس کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہماری بے دینی سے دین سرنگون ہو گیا. اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ کر دوسروں کی اندھے تقلید نے ہم کو گمراہ بنا دیا. اللہ تعالیٰ کی معرفت، شریعت کی پیروی، روزِ جزا پر یقین اور آخرت کا خوف سب کے سب طاقِ نسیان پر رکھ دیئے ہیں حالانکہ شریعت محمدیؐ کا جوہر اور روح یہی امور ہیں.

بلاشبہ دین میں بہت سے اخلاقی نظام اور اجتماعی قوانین بھی ہیں جو شخصی زندگی سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور اجتماعی زندگی سے بھی. زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر یہ نظام و قوانین حاوی نہ ہوں.

لیکن یہ ساری تعلیمات گویا ایک عمارت ہیں جس کا ستون عقیدہ ہے یا یہ اعمال ہیں. جن کی غایت خدا کی خوشنودی ہے. اب اگر یہ ستون منہدم ہو جائے یا یہ غایت نظروں سے اوجھل ہو جائے تو یہ سارے اخلاقی قوانین اور اجتماعی نظام اپنی حقیقی قدر و قیمت کھو بیٹھیں گے. اور ایک ایسی چیز رو نما ہو جائے گی. جس کی حیثیت بالکل الگ ہو گی جس طرح کاغذی سکے اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھتے ہیں

دینداری کی روح یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شعور ہو. اور یہ اعتراف ہو کہ بندوں پر فرماں روائی کا حق اسی کو ہے اسی کا یہ منصب ہے کہ وہ زندگی کے لئے آئین و قوانین وضع کرے اور جادہ و منزل کا تعین کرے.

پھر اس اعتراف و احساس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم وہی کریں. جس کی خدا نے ہدایت کی ہو. اس لئے نہیں کہ اسی میں ہماری بہتری ہے. بلکہ اس وجہ سے کہ خدا کی اطاعت و تابعداری کا یہی تقاضا ہے اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی یہی شکل ہے. جب کہ ذاتی حیثیت سے اسی میں ہماری بہتری بھی ہے.

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دہریہ اور ملحد معاملات اور کاروبار میں سچائی کا خیال رکھتا ہے. لیکن جس وقت وہ سچ بولتا ہے. اس کا یہ سچ بولنا عبادت نہیں ہوتا. کیونکہ وہ خدا کو پہچانتا ہی نہیں نہ اس سے کسی اجر و انعام کی امید رکھتا ہے.

رہا مومن تو اس کے سچ بولنے کا محرک یہ ہوتا ہے کہ اس کے ربّ نے اسے حکم دیا ہے.

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو. اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور راست بازوں کے ساتھ ہو جاؤ."

گویا اس کی راست گوئی کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور یہی ایمان اسے راست بازی کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے. تمام نیک اعمال خواہ وہ شخصی ہوں یا اجتماعی جب وہ دینی تعلیمات کا ایک جزء یا

اسلامی کردار کی ایک علامت بن جاتے ہیں تو وہ زندگی کے اسٹیج پر نمایاں ہوتے ہیں۔ اسی شان کے ساتھ، ان کے اندر ایمان ویقین کی گہرائی ہوتی ہے اور صبغۃ اللہ کی دلکشی۔ ایمان باللہ عمل کا محرک ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اس کی روح، جو کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔

اس موقع پر ہم اپنے پڑھنے والوں کو ان انسانی نظاموں کی طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں۔ جو بُری طرح ہمارے درمیان رواج پا گئے ہیں۔ یہ انسانی نظام کچھ رسوم و روایات پر لوگوں کو متحد کر دیتے ہیں۔ جو کبھی اچھی بھی ہوتی ہیں اور کبھی بُری بھی۔ پھر لوگ انہیں رسوم و روایات کی پابندی یا ان کی وفاداری کو خیر و سعادت کی کلید سمجھنے لگتے ہیں۔ جب کہ ایمان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ بسا اوقات ذہنوں میں اللہ تعالےٰ کا بھولے سے بھی خیال نہیں آتا۔

اس گروہ نے دین کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ جو عقائد و عبادات ہیں، دین کو تو اس نے پس پشت ڈال دیا اس سے اسے کوئی سروکار نہیں رہا۔ لیکن جو عملی نظام اور اجتماعی اصول ہیں ان کو وہ بڑی اہمیت دیتا ہے اور ان کی قدر و قیمت پر لکچریں دیتا ہے۔

آپ کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہر وہ کام جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کے کرنے کی اصلی غایت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے حق کی ادائیگی ہے۔ لیکن اگر کسی کام کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی پیش نظر نہ ہو۔ تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اگرچہ دنیوی حیثیت سے اس کی کچھ برکتیں ظاہر ہو جائیں گی اور وقتی طور پر کچھ کام بھی بن جائے گا۔ ایک مومن معاشرہ میں ایمان کبھی ثانوی درجے کی چیز نہیں بن سکتا۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ تسبیح و تحمید ہماری روح اور ہماری غذا بن جائے۔ صبح و شام اس کا ذکر ہو۔ یہی ہمارے معاشرے کا سب سے نمایاں انسان اور ہماری کتابِ زندگی کا سب سے جلی عنوان بن جائے۔

غیروں کے اشاروں اور اندھی تقلید کی وجہ سے اسلامی امت میں بھی آج کل کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں۔ جو آخرت اور جنت و جہنم کی باتوں پر ہنستے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عہد کہن کی باتیں ہیں۔ جن کا وقت گذر چکا۔ یہ ایسی داستانیں ہیں جن کے لئے ماتمی مجلسیں اور عزائی محفلیں ہی زیادہ موزوں ہیں۔ اور پھر یہی لوگ اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس دن آخرت کے ساتھ یہ مذاق ہو جائے گا اور اس کی باتیں عبث اور لا حاصل سمجھی جانے لگیں گی۔ تو اس دن دین نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ مسلمان ہونے اور اسلامی عقیدے کے لئے دوسرے امور کی طرح آخرت جزا و سزا، جنت اور جہنم پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ آخرت سے بے پروا ہو کر زندگی بسر کرنا درحقیقت صحیح راستے کو چھوڑنا اور بے حقیقت سراب کے پیچھے دوڑنا ہے۔

ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہماری ساری سرگرمیاں اسی ایمان کی آئینہ دار ہوں اور ہم اس مادی تہذیب کی رو میں نہ بہہ جائیں جو آج مشرق و مغرب پر چھائی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے یکسر بے گانہ اور روحانی روحی سے بیزار ہیں۔ وہ اپنی خواہشات کے پرستار اور مذہب سے برسرِ پیکار ہیں۔

نظری حیثیت سے ہر مسلمان کا یہ تصور ہونا چاہیئے۔ کہ دین، عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق سب کا مجموعہ ہے اور تعلق باللہ سارے احکام و قوانین کی روح ہے۔ اور اگر یہ تعلق باللہ صحیح ہو تو یہی نجات کی ضمانت ہے۔ اگرچہ بقیہ ذمہ داریاں آدمی صحیح طور سے ادا نہ کر سکا ہو۔ یہاں ذرا ٹھہر کر ہم اس فکر کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں اور اس تجزیہ میں ہم نہ تو حقیقت ایمان کے ساتھ کوئی زیادتی کریں گے اور نہ ان اعمال کے ساتھ جو اسی کے ثمرات و نتائج یا اسی کے مقتضیات و متعلقات ہیں۔ ہمارے اسلاف نے اگر کافر کی ہر اچھائی کو بے وقعت اور لا حاصل قرار دیا اور اس بات کا چرچا کیا کہ نیکیوں کی میزان میں سب سے وزن دار چیز متاع توحید ہوگی۔ تو یہ ایک صحیح اقدام ہے۔ ان کا نقطہ نظر بالکل واضح تھا۔ کیونکہ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جو خیانت کا مرتکب ہوتا ہے اس کا یہی جرم اس کی ساری اچھائیوں اور

تمام پچھلی کارگزاریوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اگر کبھی کہا جائے کہ فلاں شخص نے قوم کے ساتھ غداری کی اس نے وطن کو دشمنوں کے ہاتھ بیچ دیا۔ تو کیا غصہ و نفرت اور حقارت کے سوا اور بھی کوئی چیز نظر آئے گی؟ کیا ہر ایک ہی فیصلہ نہ ہوگا کہ اسے سخت سے سخت سزا دی جائے اور جلد سے جلد کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے؟ اس کے باوجود اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بے چارہ اپنے اقارب اور ماں باپ کا بڑا اطاعت گزار تھا۔ غریبوں اور ملازموں پر بڑا مہربان تھا۔ دوستوں کے لئے باغ و بہار تھا۔ تو کیا اس کی ان خوبیوں کو کوئی اہمیت دی جائے گی؟ اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس طرح کی سفارش اگر کوئی کرنا بھی چاہے تو اس کے ہونٹ سی نہیں دیئے جائیں گے۔

یہ تمام چیزیں اسے اس مادی و روحانی موت سے نہیں بچا سکیں گی جس کا یہ خائن مستحق ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے کافر کو اسی نگاہ سے دیکھا۔ جس نگاہ سے یہ زمانہ کسی ملک کے غدار یا کسی وطن کے خائن کو دیکھتا ہے۔ وہ اس کے لئے کوئی امتیاز تسلیم کرنے یا اس کی کسی بھلائی کا اعتراف کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے ہماری نگاہ میں بھی کافر اسی اہانت کا مستحق ہے اور اسی بنا پر اسلامیان افغانستان نے خلق و پرچم اور دوسری دہری و ملحد عناصر کے خلاف جہاد شروع کیا ہے کیونکہ یہ لوگ اشتراکیت پر عقیدہ رکھتے ہیں اور کمیونزم کا پرچار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے منکر، قرآن سے باغی ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فیلسوف کہتے ہیں۔ اسلام کو سرمایہ داروں کا پلندہ اور دقیانوسی مذہب کہتے ہیں۔ جنت، جہنم، جزا و سزا، حساب و کتاب، آخرت، فرشتے اور دوسرے غیر مرئی امور پر عقیدہ نہیں رکھتے اور اسلام ہم کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والا، اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا، حساب آخرت کو جھٹلانے والا بلاشبہ انتہائی زبردست خائن ہے اور اب وہ خواہ کچھ بھی

دشمن اس تاک میں ہے کہ عوام کو مہاجرین کے خلاف اکسا کر وہ مقاصد حاصل کرلے جو وہ میدان جنگ میں بھی حاصل نہیں کرسکا۔

جنرل محمد ضیاء الحق
صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

کر ڈالے کوئی چیز اس کی سفارشی نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ

" جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کردے اُسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔"

آج یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اسلامی امت میں دہریت، مادہ پرستی، دین سے انحراف کیونکر اور کیسے پیدا ہوا؟ کس نے لایا اور کس طرح لایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک غلط فہمی پیدا ہو گئی جو بُری طرح ذہنوں میں سرایت کر گئی۔ اور اس نے اہل ایمان کو زبردست نقصان پہنچایا اور وہ غلطی یہ ہے کہ عام مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ سے ہمیں تعلق ہو اور بقیہ فرائض میں کچھ کوتاہی بھی ہو جائے۔ تو کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ پھر ہوتے ہوتے بات یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ فرائض کبھی ساقط بھی ہو سکتے ہیں اور مطلق ایمان سے کام چل سکتا ہے۔ ایک طرف یہ صورت ہوئی۔ دوسری طرف جو لوگ ایمان سے بے بہرہ اور اللہ تعالیٰ سے بے گانہ تھے انہوں نے کچھ انسانی فنون میں اپنی صلاحیتوں کے خوب جوہر دکھائے اور زندگی کے مختلف میدانوں میں بہت آگے نکل گئے جب اس زمین پر یہ دو نقشے نمایاں ہو گئے۔ تو اس سے دین کی بنیادیں ہل گئیں، مومنین کی صفیں کمزور پڑ گئیں اور پورے عالم میں فتنوں کی آندھیاں چلنے لگیں۔

ضرورت ہے کہ ارباب عقل و بصیرت حکمت و دانائی کے ساتھ اس صورت حال کا مقابلہ کریں۔ ہم اہل ایمان کا فرض ہے کہ پہلے خود کو سدھاریں اور اپنی اصلاح کریں۔ پھر دوسروں سے فکر و عمل کی تبدیلی کا مطالبہ کریں بلاشبہ ایمان اس دنیا میں سب سے بڑی نیکی اور سب سے بڑی اچھائی ہے۔ یہ بڑا ہی قیمتی جوہر ہے۔ جہاں یہ ہو وہاں زینت ہی زینت ہے۔ جہاں یہ نہ ہو۔ وہاں زینت کا سوال نہیں۔۔۔ لیکن وہ ایمان جو ان صفات کا مستحق ہے۔ اس کے متعدد پہلو ہیں۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح وابستگی اور کامل سپردگی ہو۔ نفس کی اصلاح اور

اس پر پورا کنٹرول ہو۔ انسانوں کے ساتھ عدل و انصاف اور شفقت و دل سوزی ہو پھر مؤمن ہی اس عالم کا حکمران اور اس کا سرپرست ہو۔

یہ وہ ایمان ہے جو انعام و اکرام اور حسین انجام کا مستحق ہے، یہی وہ ایمان ہے جو ہمیشہ غالب و فتح مند ہوتا ہے، کوئی بھی میدان ہو، الحاد اس سے جیت ہی نہیں سکتا۔ کوئی ایمان کو سرنگوں کرنے والی چیز بس یہی ہے کہ وہ مالک کائنات سے ایک مصنوعی قسم کا رشتہ جوڑ کر رہ جائے جو نہ کسی کمال پر اکسائے، نہ کسی زوال سے بچائے۔ بس کچھ فرض عبادات کی ظاہری شکلوں پر اکتفاء کرلے اور وہ ایک مومن کے اندر یا باہر کوئی دل کش اخلاق اور نیا کردار پیدا نہ کرے۔ اس قسم کا ظاہری ایمان کبھی سر بلند نہیں ہوسکتا۔ وہ کسی میدان میں فتح مند نہیں ہوسکتا جب کہ آج ہر طرف اسی ایمان کی تصویریں نظر آتی ہیں۔

اگر الحاد نے آج کل یا اس سے قبل کبھی سر اٹھایا بھی ہے یا اسے وقتی طور پر کچھ کامیابی ہوئی بھی ہو۔ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا مقابلہ میدان کارزار میں کھوٹے ایمان والوں سے ہوا۔ اگر اس کا جھنڈا کبھی بلند ہوا ہے۔ یا اس کا نشان کبھی کامیابی سے ہمکنار ہوا تو ایمان کے بارے میں متداول کی وجہ سے ہوا۔

ہمیں یہ بات کیونکر خوش کرسکتی ہے کہ یہ امت دین سے برگشتہ ہوکر زندگی بسر کرے اور اس کے پاس کوئی ایسا دین نہ ہو جو اس کے معاملات کو درست رکھے یا اسے بگڑنے سے بچا سکے۔ اسی طرح یہ بات بھی باعث تشویش ہے کہ یہ امت ایسے دین سے وابستہ ہو جو خرافات کا ایسا پلندہ ہو جس میں انسانیت کی اعلیٰ صفات ناپید ہوں۔ جس کا تحفہ دنیوی پس ماندگی ہو۔ اور جہاں ابداع و اختراع اور ترقی کی صلاحیتیں گند ہو جاتی ہوں۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم انصاف پسندی سے کام لیں اپنے اعمال اور طور طریقے اچھی طرح دیکھ لیں اور ان کے سدھارنے کی کوشش کریں۔ پہلے اپنے آپ کو اور اپنے اعمال اور اخلاق کو مکمل طور پر اسلام کے بتائی ہوئی سانچے میں ڈال لیں پھر اپنی کامیابی اور نصرت ایزدی کا توقع رکھیں۔ لیکن اگر ہم اپنے عمل کو اسلامی نہ بنائیں اور عملی طور پر دنیا والوں کو یہ ثابت نہ کریں کہ ہم مسلمان ہیں تو پھر ہمارا یہ دعویٰ کہ ہم مؤمن ہیں اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ بھی نہ ہوگا کیونکہ ایمان کا عمل سے وہی تعلق ہے جو اخلاق کا سلوک سے ہے۔

جب ایک انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آتا ہے، آخرت کا اسے یقین ہو جاتا ہے اور رسولوں کی لائی ہوئی تعلیمات کو وہ صدق دل سے مان لیتا ہے تو لازماً یہ چیز اس کے اندر حرکت و عمل کی روح پھونک دیتی ہے۔ اسے رب کی رضا جوئی اور اس سے ملنے کی تیاری کے لئے متحرک کردیتی ہے۔ وہ اس کے قدموں کو لازماً اللہ کی راہ پر گامزن کردیتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح ایک بہادر خطرات کے موقع پر اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتا ہے یا ایک سخی بذل و انفاق کے مواقع پر اپنی سخاوت کے مظاہرے کرتا ہے یا ایک راست باز جب کوئی بات کرتا ہے تو وہ راستی و سچائی پر قائم رہتا ہے، یہی ایمان کا تقاضا ہے اور یہی دین اسلام کی دعوت ہے اور یہی ہمارے نجات کا واحد راستہ ہے۔

یہ بات بہت مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے کہ ایک انسان دین کو اس سطح سے بھی نیچے گرا دے یا کتاب و سنت سے کچھ اور سمجھے جو اس سے بالکل مختلف ہو۔ اسلام کی تصویر کچھ اس طرح سمجھنا کہ وہ ایک سیدھا سادہ کلمہ ہے اور عبادات کا ایک ایسا مجموعہ ہے۔ جس کے پیچھے ذمہ داریوں کا کوئی تصور نہیں بلکہ وہ تو آرزوؤں کی ایک ایسی دنیا ہے۔ جو وہاں جہد و عمل کی کوئی ضرورت نہیں تو اس غلط اور بے ہنگم تصور کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلامی امت ہر میدان میں دوسروں کی محتاج ہوگی۔ ناکامی اور شکست اس کا مقدر ہوگا اور دشمنان اسلام کے سامنے بے بس خوار اور محتاج ہوگا۔

ہم اس بات کا
یقین دلانا چاہتے ہیں
کہ نئے افغانستان
میں ہر شخص اپنی
اہلیت اور استعداد
کے مطابق حصہ دار ہوگا

مولوی محمد یونس خالص
صدر اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان

افغانستان کا دورہ کرنے والے صحافیوں، ادیبوں اور ڈاکٹروں کی

پریس کانفرنس

قابل احترام صحافی برادران

السلام علیکم۔

پاکستانی صحافیوں اور ڈاکٹروں کے تین مختلف وفود نے جولائی، اگست، ستمبر میں آزاد افغانستان میں مجاہدین کے مختلف مراکز اور جنگی محاذوں کا دورہ کیا۔ ان وفود میں (۱) پروفیسر محمد سلیم (نوائے وقت) (۲) پروفیسر الطاف فاطمہ (پاکستان کی پہلی خاتون ناول نگار جو افغانستان میں مجاہدین کے جنگی محاذ دیکھنے گئی ہیں) (۳) اختر حیات (اردو ڈائجسٹ) (۴) ملک احمد سرور (فری لانسر) (۵) طارق جاوید (دخاق) (۶) حامد ریاض ڈوگر (مشرق) (۷) ارشد یاسین (مشرق) (۸) مظفر اعجاز (جسارت کراچی) (۹) ارشد مجید شمسی (جسارت) (۱۰) سعادت صدیقی (پاکستان ٹائم) (۱۱) ڈاکٹر احمد جاوید (لاہور) (۱۲) ڈاکٹر عبداللہ محسن (لاہور) (۱۳) ڈاکٹر زبیر (لاہور) (۱۴) ڈاکٹر کامران (لاہور) (۱۵) ڈاکٹر جاوید اقبال (ڈیرہ غازیخان) (۱۶) ڈاکٹر اعجاز (ڈیرہ غازیخان) (۱۷) محمد فاروق خان (کراچی) (۱۸) عبدالوحید (لاہور) (۱۹) ساجد محبوب (لاہور) (۲۰) امجد شاہد (لاہور)۔ کراچی اور ڈیرہ غازی خان کے ساتھی اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔ اس دورے کے سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون تحریک انصار المسلمین نے کیا اور ہم سب ساتھی تحریک کے صدر پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب کے شکر گزار ہیں۔

قابل احترام صحافی ساتھیو!

ہم نے افغانستان میں مجاہدین کے مختلف مراکز اور جنگی محاذوں کا دورہ کیا۔ مجاہدین اور ان کے کمانڈروں سے گفتگو کی اور بچشم خود محاذوں پر حالات کا جائزہ لیا۔ ہم سب نے جو کچھ دیکھا، سنا اور محسوس کیا۔ مختصراً آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

وفود کے اراکین نے صوبہ پکتیا میں گلبدین حکمت یار کے مرکز جہاد وال، جلال الدین حقانی کے مرکز ژادور، باڑی محاذ خوست پر محاذ للّٰہ۔ حزب اسلامی یونس خالص، حزب اسلامی حکمت یار کے مراکز کے علاوہ مانشری کنڈو میں استاد سیاف رسول کے مراکز کا بھی دورہ کیا جمعیت اسلامی کے صدر پروفیسر برہان الدین ربانی، لجنۃ العلماء افغانستان کے جنرل سیکرٹری مولانا احمد گل، مولانا جلال الدین حقانی اور ان کی جہاندیدہ والدہ ماجدہ، افغان دانشور انجنیئر شاہ محمود خان اور محاذ جنگ پر مختلف کمانڈروں سے بھی ملاقات ہوئی اس کے علاوہ افغان فوج سے بھاگے ہوئے فوجیوں اور فوجی افسروں سے بھی گفتگو کا موقع ملا۔ روس افغان فوج کے گرفتار پائلٹوں سے انٹرویو بھی کیا۔ ہم میں سے کچھ ساتھیوں نے صوبہ کنہار میں مجاہدین کے مختلف مراکز بھی دیکھے اور صوبہ کنہار میں بھی جہاد کا جائزہ لیا۔

صحافی برادران!

افغانستان میں مجاہدین اس وقت ایک ہزار سے زائد محاذوں پر دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ان کا حوصلہ بلند ہے اور مختلف گروپوں میں مکمل یکجہتی ہے۔ مجاہدین میں وطنیت کی جنگ کا کوئی تصور نہیں بلکہ وہ خالصتاً اسلام کی سربلندی کے لئے وطن کی آزادی کی جنگ جہاد سمجھ کر لڑ رہے ہیں۔ مجاہدین اقبالؒ کے مرد کوہستانی کا مکمل نمونہ ہیں پانچوں وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں اور قرون اولیٰ کے مجاہدین کی مکمل

تصویر نظر آتے ہیں ان کے اندر کسی قسم کی فرقہ واریت نہیں ہے۔ شیعہ سنی اختلافات سے بالاتر ہو کر وہ کفر کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ مختلف گروپوں میں ہونے کے باوجود ان کے اندر یکجہتی کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ ہم جلال الدین حقانی گروپ کے مہمان تھے اور وہ ہمیں خود محاذ ملی، گلبدین حکمت یار، سیاف رسول اور پروفیسر برہان الدین ربانی کے مراکز پر لے گئے۔ مجاہدین نے ہمیں بتایا کہ دشمن کے خلاف سب گروپ مل کر مشترکہ کاروائیاں کرتے ہیں اور پاکستان کے روس نواز سیاستدانوں اور ڈاکٹر نجیب کا یہ پروپیگنڈہ بالکل غلط ہے کہ مجاہدین آپس میں لڑتے ہیں۔ اور اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں ان کے اندر کسی قسم کا اختلاف ہے مجاہدین اس بات کا پکا عزم کئے ہوئے ہیں کہ وہ اس وقت تک جہاد جاری رکھیں گے۔ جب تک افغانستان میں روس کا ایک فوجی بھی موجود ہے

صحافی حضرات:

ڈاکٹر نجیب کا اعلان جنگ بندی محض ایک فریب ہے۔ ہماری موجودگی میں روسی ہوائی جہاز بھی حملہ کے لئے آئے اور رنغ بیلی کے محاذ پر توپوں کے گولے بھی ہمارے مورچوں کے ارد گرد گرتے رہے۔ صوبہ کنہار میں ہم جن مراکز پر گئے وہاں بھی ایک رات میں ایک مرکز پر تین دفعہ روسی فوج نے میزائلوں سے حملہ کیا۔ پروفیسر برہان الدین ربانی نے بھی بتایا کہ افغانستان میں جنگ پہلے سے بھی زیادہ تیز ہے۔ مجاہدین نے تو اعلان جنگ بندی کو دھوکہ اور فریب کا نام دے کر مسترد کر دیا تھا لیکن اعلان جنگ بندی کرنے والوں نے بھی اس پر کوئی عمل نہیں کیا۔ تخار، کنہار، پکتیا، پکتیکا، قندھار، ہرات، کابل، غزنی، وردک، مزار شریف، فاریاب وغیرہ ہر جگہ لڑائی زور و شور سے جاری ہے۔ اور روسی فوج نے آگے بڑھ کر مجاہدین کے مراکز پر کئی جگہوں پر حملے کئے ہیں۔

جولائی میں صوبہ تخار میں روس نے بہت بڑا حملہ کیا۔ جولائی ہی میں صوبہ وردگ میں روس نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے چودہ طیارے اور ہیلی کاپٹر مار گرائے۔ دوسرا اسلحہ الگ ہاتھ آیا اور روسی فوج زبردست جانی نقصان اٹھانے کے بعد پسپا ہو گئی۔ کابل کے شمال میں شکردرہ کے علاقہ پر بھی روسی فوج نے حملہ کیا اور انگوروں کے باغات تباہ کر دیئے۔ مجاہدین نے جواب میں چار طیارے مار گرائے اور بہت زیادہ جانی نقصان پہنچایا۔ اور ابھی چند دن پہلے دریائے آمو میں مجاہدین نے روس کی اسلحہ سے لدی ہوئی چار بڑی جہاز نما کشتیاں ڈبو دی ہیں صوبہ پکتیا میں ایک دوسرے کمانڈر عمر خان نے بتایا کہ پکتیا میں سنکئی کے محاذ پر اپریل میں بہت بڑی لڑائی لڑی گئی اور مجاہدین نے دشمن سے یہ علاقہ چھین لیا۔ ۲۳ر اگست کو ڈڈھیال چوکی پر مجاہدین نے زبردست لڑائی کے بعد قبضہ کر لیا۔ اور رنغ بیلی خوست کے قریب دشمن کی ایک چوکی کو تباہ کر دیا۔ یہ تو چند مثالیں ہیں ورنہ پورا افغانستان جنگ کی لپیٹ میں ہے اور جنگ بندی کہیں نظر نہیں آتی۔

صحافی حضرات:

ہم نے محسوس کیا کہ اعلان جنگ بندی کا مجاہدین کو فائدہ ہوا ہے ان کا جذبہ جہاد بڑھا ہے۔ حوصلہ بلند ہوا ہے اور افغانستان میں انہیں فتح کی منزل قریب نظر آنے لگی ہے۔ افغان فوج میں بد دلی پھیلی ہے اور فرار ہو کر مجاہدین کے پاس آنے والے افغان فوجیوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے دورے کے دوران ہی پکتیا میں تنی کے علاقے میں افغان ملیشیا کے پچیس جوان اور افسر اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔ ان کے علاوہ پندرہ کو تو ہم نے پاکستانی ملیشیا کی تحویل میں بھی دیکھا ان پندرہ میں تین فوجی افسر تھے اور یہ پندرہ ایک ہی دن بھاگ کر آئے تھے۔ ایک اور خوش آئند پہلو یہ بھی ہے کہ افغان فوجی افسر بھی اب بہت بڑی تعداد میں مجاہدین میں نظر آنے لگے ہیں۔ افغان فوجی افسروں کا اتنی بڑی تعداد میں مجاہدین میں آ ملنے سے بھی جہاد پر اچھے اثرات پڑیں گے۔

حضرات: ڈاکٹر نجیب کا اعتراف تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ افغانستان کا اسی فیصد علاقہ مجاہدین کے زیر قبضہ ہے۔ مگر پاکستان میں روس نواز عناصر سیاستدان اور دانشور اس حقیقت کو قبول کرنے سے ہچکچا رہے ہیں لیکن حقیقت اپنی جگہ حقیقت ہے۔

ہم پوری آزادی سے دونوں صوبوں میں اپنی مرضی کے محاذوں پر گئے۔ پروفیسر برہان الدین ربانی صاحب سمیت مجاہدین کے کئی کمانڈروں نے ہمیں گردیز، کابل، ہرات، پنج شیر، فاریاب اور مزار شریف تک لے جانے کی دعوت دی۔ لیکن وقت

مراسلہ از ذبیح اللہ "حنیف"

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:
جو شخص جہاد کے لیے گھر سے جدا ہو گیا، پھر وہ مر گیا یا قتل کیا گیا یا اس کو گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا یا کسی زہریلے جانور نے کاٹ کھایا، یا اپنے بستر پر مر گیا وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے ، (ابوداؤد)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے : جو جہاد کے لیے گھر سے نکلا پھر مر گیا تو اس کے لیے قیامت تک جہاد کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مسند ابویعلیٰ)
- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے راستے میں جہاد کے لیے نکلا وہ میری ضمانت میں ہے ، اگر میں اس کو وفات دے دوں گا تو اسے جنت کا وارث بنا دوں گا ۔ اور اگر واپس کروں گا تو "ثواب وغنیمت" کے ساتھ واپس کر دوں گا ۔ (بخاری ، مسلم ، ترمذی)
- جنت کے سو درجے اللہ تعالیٰ نے "مجاہد فی سبیل اللہ" کے لیے تیار فرما دیتے ہیں ، ان کے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان (بخاری)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : "تم میں سے کسی کا جہاد میں قیام کرنا گھر میں ستر (۷۰) سال نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے (ترمذی)
- مجاہد کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ہمیشہ روزہ سے رہتا ہو ، رات بھر عبادت کرتا ہو ، برابر تلاوت قرآن پاک کرتا ہو ، ان کاموں سے رکتا نہ ہو جب تک بھی مجاہد لوٹ کر آئے ، فائدہ یعنی یہ ثواب اس کو جہاد سے واپس آنے تک ملتا رہے گا ۔ (بخاری و مسلم)

کی کمی کی وجہ سے ہم اس دعوت کو قبول نہ کر سکے۔ لیکن ان صوبوں سے آئے ہوئے مجاہدین سے ہماری ملاقاتیں ہوئیں اور ہم نے ان سے وہاں کے حالات بھی دریافت کئے۔ انہوں نے بتایا کہ کابل، ہرات، مزار شریف، فاریاب وغیرہ میں جنگ پاکستان کے ساتھ ملنے والے صوبوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اگرچہ ان علاقوں میں اسلحہ کے حصول میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن اللہ مدد کرتا ہے اور چھاپہ مار کارروائیوں میں روسی فوج سے ہمیں کافی اسلحہ مل جاتا ہے۔ فاریاب اور مزار شریف کے مجاہدین نے بتایا کہ وہ روس کے اندر بھی کارروائیاں کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ روس کے اندر بھی بہت جلد جہاد کا آغاز ہو جائے گا۔ روسی مسلمانوں کے سلسلہ میں مزید عرض ہے کہ مجاہدین ریڈیو "صدائے افغانستان" سے روزانہ روسی زبان میں پروگرام نشر کرتے ہیں اور قرآن مجید کے علاوہ دوسری اسلامی کتب بھی روسی زبان میں ترجمہ ہو کر روس کے اندر پہنچائی جا رہی ہیں۔ مجاہدین نے مزید بتایا کہ روس کی مسلم ریاستوں میں مسلمان عورتیں اپنے مردوں کو طعنے دیتی ہیں کہ وہ افغان مجاہدین کی طرح روس کے اندر جہاد شروع کیوں نہیں کرتے۔

صحافی حضرات: ہم نے مجاہدین کے پاس جو اسلحہ دیکھا اس میں زیادہ تر روسی فوج سے ہی چھینا ہوا اسلحہ ہے۔ طیاروں، ہیلی کاپٹروں، ٹرکوں، بکتر بند گاڑیوں اور ٹینکوں کے ملبے کے ڈھیر تو جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ ملبہ کو زیادہ تر سکریپ خریدنے والوں کے پاس فروخت کر دیا جاتا ہے۔ ژاور اور جہادوال

جہاد پر روانہ ہونے سے چند لمحے پیشتر کا منظر۔

میں تو روسی فوج سے چھینے ہوئے اسلحہ سے بڑی بڑی پہاڑ دوز غاریں بھری پڑی ہیں۔ اسی طرح افغان فوج کے قیدی بھی مختلف مراکز پر بڑی تعداد میں دیکھے۔ ہمارے پوچھنے پر ان قیدیوں نے بتایا کہ مجاہدین کا سلوک اور برتاؤ ان کے ساتھ بہت اچھا ہے۔

دوستو: ظاہر شاہ کے بارے میں مجاہدین کی واضح اکثریت کی رائے یہی ہے کہ وہ افغانستان میں موجودہ صورت حال کا ذمہ دار ہے اس لئے ظاہر شاہ جیسے اسلام دشمن کو کسی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا۔ افغانستان کا سربراہ مجاہدین میں سے ہو گا۔ جمعیۃ العلماء افغانستان اور سات جماعتی اتحاد کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔ ظاہر شاہ کی حمایت کرنے والے محض دوستی اور خاندانی تعلقات کی بنیاد پر ظاہر شاہ کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور حمایت کرنے والے گروپوں کے مجاہدین کی اکثریت بھی ظاہر شاہ کو ناپسند کرتی ہے

جناب: پاکستان میں ہونے والے دھماکوں پر مجاہدین کو بھی تشویش ہے اور ان کا خیال ہے کہ ان دھماکوں سے روس پاکستانی عوام میں خوف و ہراس پیدا کر کے افغان مہاجرین کے خلاف فضا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے خود کئی روس کے ایجنٹ پاکستانی تخریب کاروں کو رنگے ہاتھوں پکڑ کر حکومت کے حوالے کیا ہے انہوں نے کہا کہ ان دھماکوں میں روس بھارت اور افغان حکومت ملوث ہے اور یہ دھماکے اسلام دشمن پاکستانی افراد ہی کے ذریعہ کرائے جا رہے ہیں اور روس افغانستان میں اپنی فوج کی پٹائی کا بدلہ بے قصور پاکستانی عوام اور مہاجرین سے لے رہا ہے۔ در حقیقت دھماکوں کی پالیسی اختیار کر کے روس نے افغانستان میں اپنی فوجی شکست کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور دنیا پر یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ روس دنیا کا سب سے بڑا جارح ہی نہیں سب سے بڑا دہشت گرد بھی ہے

صحافی بھائیو: افغان مہاجرین کو بے پناہ مسائل کا سامنا ہے راشن

مناسب مقدار میں نہیں دیا جاتا اور اکثر خیمہ بستیوں میں پانی کی شدید قلت ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق کم وبیش پانچ لاکھ افغان مہاجرین کی رجسٹریشن نہیں کی گئی۔ ان لوگوں کے پاس نہ خیمے ہیں۔ اور نہ ہی انہیں راشن ملتا ہے مہاجرین کے نئے قافلے اب بھی آ رہے ہیں اور واپس جانے کی خبریں محض پراپیگنڈہ ہیں۔ بچوں میں لو اور دست کی بیماریاں عام ہیں اور خیمہ بستیوں میں شفاخانوں کی شدید ضرورت ہے۔ افغان مہاجرین کے لیڈر بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ مہاجرین کو کیمپوں تک محدود رکھا جائے۔ لیکن جن کے پاس خیمے نہیں انہیں خیمے تو دیئے جائیں اور معقول مقدار میں راشن دیا جائے اور نئے آنے والے قافلوں کی رجسٹریشن کی جائے اور جو مہاجر شہروں میں چلے گئے ہیں انہیں اچھے اور معقول انداز سے شہروں سے نکال کر کیمپوں میں لایا جائے اور انہیں ضروریات زندگی کے لئے راشن دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ روس اور خاد کے ایجنٹ افغان مہاجرین اور پاکستانی عوام میں اختلاف پیدا کرنے کے منصوبہ پر عمل کر رہے ہیں پہلے ہتھوڑا گروپ اور منشیات کی سمگلنگ کا الزام لگایا۔ لیکن وقت نے ثابت کیا کہ ان تمام غلط کاموں میں روسی ایجنٹ ہی ملوث تھے۔

صحافی دوستو! آخر میں چند باتیں ہم حکومت، سیاست دانوں اور دانشوروں سے کہنا چاہتے ہیں۔

(۱) دھماکوں کا سدباب کرنے کے لئے حکومت سخت اقدامات کرے اور محض چند دھماکوں کے خوف اور روس نواز عناصر کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر افغان پالیسی تبدیل کرنے کے بارے میں نہ سوچے اور پاکستانی سیاستدانوں سے درخواست ہے کہ وہ ایسے مطالبے کر کے قومی غیرت کا جنازہ نہ نکالیں۔ ایران میں پوری پارلیمنٹ کو اڑا دیا گیا۔ لیکن وہاں تو پالیسی تبدیل کرنے کی بات نہ ہوئی۔

(۲) دانشوروں اور سیاست دانوں سے گذارش ہے کہ وہ اس مقدس جہاد کو روس اور امریکہ کی جنگ کہہ کر جہاد افغانستان کو سبوتاژ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ کفر و اسلام کی جنگ ہے اور اسے روس اور امریکہ کی جنگ روس اور امریکہ کے ایجنٹ ہی کہہ سکتے ہیں۔

(۳) افغان مہاجرین ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور ہمارے مہمان ہیں۔ ان کے خلاف پراپیگنڈہ مہم بند ہونا چاہیئے۔ سوائے چند روس نواز عناصر کے پاکستانی عوام اب بھی مہاجرین کے ساتھ ہیں۔ اور پاکستانی عوام کو دھماکوں سے خوف زدہ کر کے افغان مہاجرین کی حمایت سے نہیں روکا جاسکتا۔

(۴) ہماری گذارش ہے کہ پاکستانی سیاست دان اور دانشور کابل، روس اور بھارت کے دوروں کی دعوتیں قبول کرنا بند کریں۔ کیونکہ اس سے ملک و قوم پر کوئی اچھے اثرات مرتب نہ ہونگے ہماری درخواست ہے کہ پاکستانی سیاستدان ذاتی مفادات کی سیاست سے نکل کر قومی مفاد کی سیاست کو اختیار کریں ان دوروں سے ان کی سیر و سیاحت تو ہو جائے گی۔ لیکن ان کے دوروں سے حب الوطنی اور غداری کا فرق مٹ جائے گا اور قومی غیرت کا جنازہ نکل جائے گا۔ نوجوان نسل کے اندر بے حسی انتشار اور خود غرضی جنم لے گی۔ ویسے ہمیں حیرت ہے کہ جنوبی افریقہ میں کرکٹ کھیلنے والوں پر تو پابندی لگ جاتی ہے۔ لیکن کابل یاترا اور ملک دشمنی کرنے والے سیاستدانوں کو کھلی چھٹی ہے۔

(۵) پاکستانی دانشوروں سے درخواست ہے کہ وہ سیاستدانوں کے ان دوروں کے مستقبل میں نوجوان نسل اور قوم پر مرتب ہونے والے مضر اثرات کا جائزہ لیں اور قوم کے سامنے رکھیں۔

(۶) پاکستانی عوام سے اپیل ہے کہ وہ روس نواز عناصر کے پراپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوں۔ افغان مجاہدین شمالی سرحدوں پر پاکستان کے دفاع اور بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں اس لئے ان کے بیوی بچوں کی دیکھ بھال دینی فریضہ سمجھ کر کریں۔

(۷) پاکستانی حکومت سے درخواست ہے کہ وہ روس اور امریکہ پر واضح کر دے کہ اگر ان کو کابل پر اسلام دوست حکمران پسند نہیں تو پاکستان کو بھی ظاہر شاہ جیسا پختونستان کے سٹنٹ کا خالق اسلام اور پاکستان دشمن حکمران کسی صورت منظور نہیں۔ پوری پاکستانی قوم جانتی ہے۔ کہ ظاہر شاہ ہی نے روس اور بھارت کے کہنے پر پختونستان کا سٹنٹ کھڑا کیا تھا۔

(۸) حکومت سے ہماری درخواست ہے کہ تخریب کاروں کی پشت پناہی کرنے والے سیاست دانوں کی تیمار داری کرنے کی بجائے ان کے خلاف سخت کارروائی کرے ہمارے خیال میں اسی صورت میں تخریب کاری کا خاتمہ ممکن ہے۔

(۹) پاکستانی صحافیوں، سیاستدانوں اور دانشوروں سے گذارش ہے کہ وہ آزاد افغانستان جا کر بچشم خود حالات کا جائزہ لیں اور روس نواز عناصر کے جھوٹے پراپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوں۔

آخر میں ہم سب آپ لوگوں کے شکرگزار ہیں کہ آپ لوگ تشریف لائے۔

(تحریک انصار المسلمین)

افغانستان کے شمالی صوبوں میں تحریکِ جہاد کے استحکام کیلئے نئے اقدامات

کمانڈر انجینئر احمد شاہ مسعود کی قیادت میں وادی پنجشیر میں تازہ کامیابیاں،

افغانستان میں جنگی اہمیت کی حامل اور معدنیات سے بھری ہوئی وادی پنجشیر میں جمعیت اسلامی کے مشہور زمانہ کمانڈر انجینئر احمد شاہ مسعود نے افغانستان کے شمالی صوبوں میں ایک سپروائزری کونسل تشکیل دی ہے جس میں پنج شیر، پروان، بغلان، بدخشان، کندز، تخار، سمنگان اور بلخ صوبوں کے حریت پسندوں کے کمانڈر شامل ہیں۔ اس کونسل نے کام کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا۔ جس کی ترتیب یہ طے پائی پہلے مرحلے پر مراکز کا قیام دوسرے مرحلے میں ان کے دفاع کو مؤثر بنانا۔ تیسرے مرحلے میں حملوں کے لئے پیش رفت اور چوتھے مرحلے میں عام لوگوں کو لڑائی کے لئے تیار کرنا اب کونسل ان کی قیادت میں ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔

جمعیت اسلامی کی سیاسی کمیٹی میں کام کرنے والے محمد داؤد میر نے، جو پانچ ماہ افغانستان کے صوبہ بدخشان میں گزار کر آئے ہیں۔ بدخشان کی دور دراز اور بلند پہاڑیوں میں واقع کران ومنجان گیریژن پر کونسل کی نگرانی میں حملوں اور فتوحات کے دوران موجود تھے، یہاں ایک پریس کانفرنس کے دوران ان کارروائیوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کران ومنجان کا علاقہ روسیوں اور مجاہدین دونوں کے لئے اہمیت کا حامل ہے کوئی سات کلومیٹر لمبے اور تین کلومیٹر چوڑے اس علاقے میں کران اور منجان کے مقام پر سرکاری دستوں کے دو گیریژن تھے جن کی وجہ سے مجاہدین کی آمد و رفت کا راستہ بند پڑا تھا۔ کمانڈر احمد شاہ مسعود نے سپروائزری کونسل کے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ اس گیریژن کو فتح کر لیں۔ اس سے پہلے وہ بغلان میں نہرین اور تخار میں کلفگان گیریژن مشترکہ کارروائیوں کے نتیجے میں فتح کر چکے ہیں ان دونوں مقامات پر دیگر تنظیموں کے حریت پسندوں کا تعاون بھی حاصل تھا مگر یہاں صرف جمعیت اسلامی کے مجاہدین تھے انہوں نے کہا کہ کلفگان وغیرہ میں مجاہدین نے بڑی اہم کامیابیاں حاصل کیں مگر بدقسمتی سے کوئی غیر ملکی صحافی وہاں موجود نہیں تھا اور ہمارے کہنے پر کسی نے یقین نہیں کیا۔ مگر بدخشان میں سات غیر ملکی صحافی اور فلم بردار موجود تھے۔ جس کی وجہ سے اس کی اطلاع بہت جلد پوری دنیا کو پہنچ سکی۔

کران پر حملے کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ یہ علاقہ بلند ترین پہاڑیوں پر مشتمل ہے جہاں پورا گیریژن سات چوکیوں اور ایک کیمپ میں پھیلا ہوا ہے۔ مجاہدین کو اس پر حملے کے لئے جو بھاری ہتھیار لے جانے تھے ان کا صرف ساٹھ فیصد لے جانے میں کامیابی ہوئی۔ کیونکہ علاقے میں بارودی سرنگیں نصب تھیں اور صرف ایک تنگ راستے سے گزرنا ممکن تھا، جب کہ موسم بھی خراب تھا اور برف باری ہو رہی تھی۔

بہر حال مجاہدین دشمن کو خبردار کئے بغیر علاقے میں پوزیشنیں سنبھالنے میں کامیاب ہوئے اور لڑائی شروع ہوئی۔ مجاہدین نے کران گیریژن کامیاب حملے کے بعد ۲۹ اکتوبر کو فتح کر لیا اس میں ۲۹ فوجی ہلاک اور بے شمار زخمیوں سمیت ۲۶۶ فوجی بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود سمیت گرفتار کر لئے گئے۔

اب اگلا ہدف منجان گیریژن تھا مگر وہ کران کی فتح کے بعد بغیر لڑے مجاہدین سے آملے۔ ان کی تعداد ۳۵۰ تھی اور اب وہ مجاہدین کے شانہ بشانہ روس کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

مجاہد داؤد نے بتایا کہ سپروائزری کونسل شمالی افغانستان میں دیگر مزاحمتی تنظیموں کے کمانڈروں سے رابطے قائم کر رہی ہے تاکہ مزاحمت کو مزید مربوط، منظم اور متحد و مستحکم کیا جا سکے۔

تحریر: محمد شیر عارف۔ پشاور

اگر روس باعزت واپسی چاہتا ہے تو....

۲۷ دسمبر ۱۹۸۷ء کو افغانستان میں روسی جارحیت کا نواں سال شروع ہو رہا ہے۔ آٹھ سال قبل روس نے افغان مجاہدین کی مزاحمت کے نتیجے میں حفیظ اللہ امین کی حکومت ختم ہونے کا احساس کرتے ہی براہِ راست فوجی مداخلت کی۔ اُسی وقت روس کا خیال تھا کہ وہ چند دنوں کے اندر افغانستان پر اپنا قبضہ مکمل کرے گا۔ اور یوں سوویت یونین میں شامل ریاستوں میں ایک کا اضافہ ہو جائے گا۔

مگر شاید روس نے یہ قدم اٹھانے سے پہلے افغان عوام کا مزاج کردار اور تاریخ کا مشاہدہ اور مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ یہ غلطی کر بیٹھا۔

اسی سے ایک سال آٹھ ماہ قبل افغانستان میں روس کے ایما پر ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کو ایک فوجی انقلاب کے ذریعے سردار داؤد کو پورے خاندان سمیت موت کے گھاٹ اتار کر اقتدار پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔ اور افغانستان میں روس نواز کمیونسٹ ٹولہ نے نور محمد ترہ کئی کی قیادت میں حکومت قائم کر لی تھی۔ افغان عوام جو سردار داؤد کے غیر اسلامی اقدامات کے خلاف پہلے مسلح مزاحمت کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ نئی حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھا دئیے اور مسلح مزاحمت شروع کر دی اکتوبر ۱۹۷۹ء تک نور محمد ترہ کئی کی حکومت یہ مزاحمت ختم کرنے کے لئے جدو جہد کرتی رہی۔ مگر ناکامی سے دوچار رہی اور روس کے ایماء پر ایک اور روس نواز لیڈر حفیظ اللہ امین نے اُس کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا روس کا شاید خیال تھا کہ چہروں کی تبدیلی سے عوام مطمئن ہو جائیں گے۔ اور وہ مزاحمت ختم کر دیں گے۔ مگر حفیظ اللہ امین بھی یہ مزاحمت ختم کرنے میں ناکام رہے اور روس کو براہِ راست فوجی جارحیت کرنا پڑی۔ جس کے دوران انہوں نے باہر سے ببرک کارمل جسے مردِ آہن کے نام سے یاد کیا جاتا تھا کو لا کر اقتدار پر بٹھایا گیا۔

روسی جارحیت سے افغان عوام میں مزاحمت کا جذبہ مزید بڑھا اور انہوں نے اسے مزید منظم و مستحکم کر لیا۔ اور جلد ہی روس پر واضح کر دیا کہ افغان عوام جو ہمیشہ سے آزاد چلے آرہے ہیں کسی کی غلامی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور وہ غلامی کی زندگی پر آزادی کی موت کو ترجیح دیتے ہیں۔

اور اب روسی فوجوں کے خلاف اسی مزاحمت کے آٹھ سال پورے ہو گئے اس دوران افغانستان کے بارہ لاکھ سے زیادہ لوگوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ لاکھوں کی تعداد میں ہاتھ پاؤں آنکھ اور دیگر کئی نعمتوں سے محروم ہو کر معذور ہو گئے۔ پچاس لاکھ سے زیادہ افراد نے قریبی ہمسایہ ممالک میں ہجرت کر لی۔ افغانستان کا قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں روسی افغان فضائیہ کی بمباری سے تباہ و برباد ہو گئے۔ یہاں تک کہ شہروں پر بمباری کی گئی۔ اور قندہار، ہرات جیسے شہروں کے بیشتر علاقے بمباری سے تباہ ہوئے۔ لیکن ان تمام تر قربانیوں اور تباہیوں کے باوجود افغان عوام کی مزاحمت کم نہ ہوئی اور اس میں وقت کے ساتھ ساتھ مزید اضافہ ہوتا گیا۔

آج افغان لیڈروں کے مطابق افغانستان کا نوے فیصد علاقہ مجاہدین کے قبضہ میں ہے جس میں سے اسّی فیصد کا اعتراف خود ڈاکٹر نجیب اللہ اور روسی ذرائع ابلاغ

(باقی صفحہ ۴۵ پر)

سوویت جمہوریہ ازبکستان میں اسلام کا فروغ
واشنگٹن پوسٹ میں بل گرز کا تجزیہ

سمرقند کے ایک مذہبی رہنما کا کہنا ہے کہ ستر سال کی اشتراکی حکومت کے باوجود، وسطی ایشیا کی جمہوریہ ازبک میں جو سرکاری طور پر دہریہ شمار ہوتی ہے۔ اسلامی عقیدنے کو مسلسل فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ سمرقند میں کل چھ مسجدیں ہیں جہاں ہزاروں مسلمان آزادی کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک مسجد کے خطیب رجب علی کریموف بتاتے ہیں کہ اسلامی عقیدہ رکھنے والے سرکاری ملازموں اور دوسرے افراد کی صحیح تعداد معلوم کرنا قدرے مشکل ہے۔

جناب کریموف نے سوویت یونین کے اسلامی تعلیم کے دونوں سرکاری اداروں میں تعلیم و تربیت حاصل کی جو بخارا اور تاشقند میں واقع ہیں۔ جناب کریموف گذشتہ گیارہ برس سے پانچ لاکھ کی آبادی کے اس قدیم شہر کے مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کر رہے ہیں۔

ایک انٹرویو میں انہوں نے بتایا، "جب میں نے یہاں اپنا کام شروع کیا تو سمرقند میں صرف تین مسجدیں تھیں لیکن چونکہ نئی تین مسجدیں شامل کر کے مسجدوں کی مجموعی تعداد اب چھ ہو گئی ہے اس لئے حاضری کم معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مسلمان آبادی میں تقریباً ایک جیسے منقسم ہیں اگرچہ نماز جمعہ کے ایک حالیہ اجتماع میں اٹھارہ سو سے دو ہزار نمازیوں نے شرکت کی تاہم صرف ۸۰ سے سو افراد معمول کی پانچ نمازیں مسجد میں پڑھنے آتے ہیں۔ بہت سے افراد اشتراکی حکام کا نشانہ بننے سے بچنے کے لئے گھر میں ہی چپ چاپ نماز ادا کر لیتے ہیں۔ تمام مسلمان مسجد میں نہیں جاتے۔ بہت سے اپنے گھروں میں اپنا مذہبی فریضہ ادا کرتے ہیں۔ اور ہم ان کو وہیں مل لیتے ہیں

مغربی ماہرین کا کہنا ہے کہ سوویت یونین میں پانچ کروڑ کے لگ بھگ مسلمان بستے ہیں، جن میں سے بیشتر وسطی ایشیا میں ہیں۔ جہاں ان کی پیدائش کی شرح حالیہ برسوں میں بڑھ گئی ہے۔ جس سے دوسرے نسلی گروہوں کے مقابلے پر ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔

جناب کریموف نے بتایا کہ "مسلم بنیاد پرستی" کے ظہور نو سے، جو ہمسایہ ایران میں زیادہ نمایاں ہے سوویت یونین کے سنی مسلمانوں پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ میری مسجد کے اجتماعات میں انتہاپسندی نہیں پائی جاتی"

تاہم کمیونسٹ پارٹی اور سرکاری حکام سمیت سوویت یونین کے سرکاری حلقوں میں وسطی ایشیا کی ریاستوں میں اسلام کے فروغ کے بارے میں تشویش کا اظہار ازبکستان کے دارالحکومت تاشقند میں سوویت لیڈر گورباچوف کی نومبر کے ماہ میں ایک تقریر میں کیا گیا۔

کمیونسٹ پریس کی رپورٹ کے مطابق مسٹر گورباچوف نے مذہبی عمل کے خلاف ایک ٹھوس جدوجہد شروع کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ "ہمیں کمیونسٹوں اور سینئر حکام کے ساتھ سختی برتنی چاہئے خاص طور پر ایسے افراد کے ساتھ جو کہتے ہیں کہ وہ ہماری اخلاقیات اور تصورات کا دفاع کرتے ہیں کہ وہ ہماری اخلاقیات اور تصورات کا دفاع کرتے ہیں۔ لیکن در اصل قدامت پرست خیالات کو فروغ دیتے ہیں۔ اور خود مذہبی رسومات میں شرکت کرتے ہیں۔"

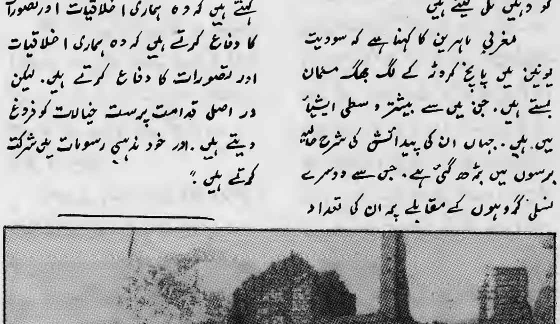

تباہ شدہ گھر اپنے مکینوں کے انتظار میں ویران پڑے ہیں

ترجمہ: عبدالحبیب "حبیب"

اوکرائینی خواتین کے اعتراض آمیز خطوط

سال رواں کے دوران اوکرائین شہر کے نوجوانوں کے ایک مشہور اخبار اوکرائنی مولڈ نے اپنے ایک نشریہ میں ایک اوکرائینی خاتون کا اعتراض آمیز خط شائع کیا تھا۔ جس میں روسی نوجوانوں کو افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ میں حصہ لینے کے لئے جبری اور زبردستی طور پر بھیجنے کے بارے میں کچھ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی۔

اس خبر کے شائع ہونے کے ٹھیک چار مہینے بعد وہاں کے مقامی لوگوں کے ذہنوں میں ایک عجیب سی بیداری اور ہل چل پیدا ہوئی اور عوام کا سوتا ہوا ضمیر جاگنے لگا۔ اگرچہ اخبار نے متذکرہ تنقید کو معاشرے کے ایک اقلیتی گروہ کی شکایت ٹھہرایا ہے۔ لیکن پھر بھی جرائد اور روزناموں کے اداروں کو لگاتار ایسے خطوط کا جو روسی سیاست کے منافی ہے بھیجنا عوام کی ناراضگی کا ایک واضح اور منہ بولتا ثبوت ہے۔ متذکرہ اخبار نے شکوہ شکایت کے ساتھ ساتھ افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ میں روسی افواج کی شمولیت اور ان کے کردار کو انٹر نا سیونالیسٹی اصولوں کے عین مطابق قرار دیا ہے اسی اخبار نے اپنی ۱۵ جنوری کی اشاعت میں لکھا تھا کہ جرمن نازی فوجیوں کے ساتھ روسیوں کی جنگ اور افغانستان میں آج کی جنگ جو روسیوں نے جاری کر رکھی ہے ان دونوں جنگوں میں کافی فرق پایا جاتا ہے یہی اخبار آگے چل کر لکھتا ہے کہ افغانستان میں جنگ کی دوزخ میں صرف روس کے محنت کش اور غریب طبقے کے مظلوم نوجوانوں کو ایندھن بنایا جا رہا ہے۔ اخبار مزید لکھتا ہے کہ روس کے کلیہ نشر و اشاعت کے ادارے افغان جنگ کے بارے میں اپنی روایتی تنگ نظری کو دہرا رہے ہیں، صحافی اور مبصرین پیسوں کے بدلے اپنے پیشے کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں اسی اخبار نے اپنی ۱۵ر جنوری کی اشاعت میں ایک اہم راز سے پردہ اٹھانے کی بھی جرأت کی ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ اوکرائن شہر کی خواتین کے پیہم خطوط نے وہاں کے معاشرے میں ایک عجیب ضد و نقیض بحث و مباحثوں کی فضا قائم کر دی ہے۔ بعض مبصرین و صحافی حضرات افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ کو روسیوں کے مفاد میں جتلا رہے ہیں۔ جب کہ اکثر و بیشتر سیاسی مبصرین اسی جنگ کو روسیوں کے مفاد میں تو سمجھا لیکن انہیں روسیوں کے کندھوں پر ایک سنگین اور کمر توڑ بوجھ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

بہر حال جہاں تک واقعیت اور حقیقت کا تعلق ہے روس کے کلیہ ذرائع ابلاغ عامہ افغان جنگ کے بارے میں جو کچھ بھی دنیا والوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ سب روس کی سرکاری ذرائع ابلاغ عامہ کی پالیسی کے مرہون منت ہیں۔

مثلاً سال رواں کے ابتدائی مہینوں سے روس کی زیادہ تر خبروں میں یہ عندیہ پیش کیا جا رہا ہے کہ افغانستان میں صلح و آشتی اور قومی مصالحت کا اعلان ہو چکا ہے۔ کابل وژیم کے مسلح مخالفین پہاڑوں سے نیچے اتر آئے ہیں اور وہ سب صلح و آشتی اور قومی مصالحت کے پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت سے بھرپور تعاون کر رہے ہیں اخبار مزید

لکھتا ہے کہ اسی برس کے تحت روسی کی مسلح افواج بھی افغانستان سے نکل جائیں گی .لیکن جنگ طلب امپیریالزم یعنی امریکہ وغیرہ مغربی ممالک یہ نہیں چاہتے کہ یہ جنگ ختم ہو جائے .

متذکرہ اخبار اوکرائینی خواتین کے خطوط کی طرح اپنے رپورٹروں پر بھی تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ایک خبرنگار کو چاہیئے کہ وہ اپنے پیشے کے تقدس کا پورا خیال رکھے اور اپنے پیشے کے تقدس کو سرکاری چاہتوں پر قربان نہ کریں . ہر وہ روسی خبرنگار یا سیاسی مبصر جو افغانستان کی موجودہ صورت حال کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ سب سے پہلے بہ نفس نفیس خود افغانستان جا کر وہاں پر رونما ہونے والے اور آئے دن تکرار ہونے والے سبھی تلخ اور اندوہناک واقعات اور سانحوں کا چشم دید مشاہدہ کریں اور پھر وہی کچھ لکھے جو افغانستان میں ہو رہا ہے .

ایک صحافی ایک انسان کے دل کی بات اس وقت اپنے قلم کی نوک میں سمیٹ کر دینا والوں تک پہنچا سکتا ہے کہ جب وہ ایک عام فوجی سے بحیثیت ایک خبرنگار کے نہیں بلکہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے بات چیت کرے اُس وقت وہ سپاہی اپنے دکھ درد اپنے مسائل کا حقہ بیان کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرے گا .

اگر ہمارے صحافی حضرات ان اصولوں کو اپنا مشعل راہ بنائیں تو سمجھنا چاہئیے کہ ہمارے صحافیوں نے اپنے پیشے کے تقدس کو پامال ہونے نہیں دیا . مگر افسوس روس کے نشر و اشاعت کے کلیہ مراکز میں ایسی خبروں کو شائع کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں .

ایک دوسری اوکرائینی خاتون نے ایک ہم وطن خاتون کے غم میں شریک ہو کر کہا ہے کہ اس حقیقت پر اس کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے .کہ افغانستان کی لڑائی میں روسی فوجیوں کی ہلاکت کی تعداد دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے وہاں ہمارے فوجیوں کے لئے خوراک ، لباس اور ادویات وغیرہ کا کوئی بندوبست نہیں ہے

ذکر بالا اعتراض کے مقابلے میں ایک لکھاری لکھتا ہے کہ روسیوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے متحدین اور فوجیوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہوئے ان کی زندگی کی تمام ضروریات کو انہیں بر وقت پہنچاتے ہیں . مگر امپیریالزم کے لوگ راستے میں سامان رسد کے ہمارے قافلوں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیتے ہیں اور اس طرح ضروریاتِ زندگی کے اشیاء ہمارے فوجیوں تک نہیں پہنچ جاتے . آگے چل کر ایک دوسرے صحافی نے یوں لکھا ہے : ہمیں آئے دن شکووں اور شکایتوں سے بھرے خطوط اپنے ہی وطن والوں سے متواتر موصول ہو رہے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے کہ افغانستان کی خونین جنگ میں ہمارے معاشرے کے غریب ، بے بس اور مظلوم عوام کے بیٹوں کو زبردستی شامل کیا جا رہا ہے . جبکہ سرمایہ داروں اور اعلیٰ رتبہ افسروں کے بیٹے اپنے گھر اور دفتروں کے قریب ہی اپنی فوجی ملازمت کے ایام گزار رہے ہیں . مثلاً پارٹی کے ایک سینئر سیکریٹری کے دو بیٹے ایک ہی جگہ بالکل اپنے گھر کے قریب فوجی ملازمت انجام دے رہے ہیں . اسی طرح دو اور اہل قلم حضرات اپنے ایک مشترکہ خط میں متذکرہ مسائل کی روشنی میں شکوہ گزاری کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بلند رتبہ افسروں کے بیٹے افغانستان کی جنگ میں شریک ہونے سے اجتناب کرتے ہیں .لیکن وہی لوگ ہمارے غریب اور مظلوم عوام کے بیٹوں کی طرف انگشت انتقاد اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کیوں افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ میں شریک ہونے کے لئے نہیں جاتے . متذکرہ اہل قلم حضرات کا کہنا ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان مسائل کا قریب سے مطالعہ کریں . افسروں کے بیٹے موت سے چھٹکارا پانے کے لئے رشوت دیتے ہیں .

آخر کیا.... مرنے کے لئے ہی غریبوں کے بیٹے پیدا ہوئے ہیں ؟ افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ میں فوجیوں کے بھیجنے کا مسئلہ ایک طبقاتی مسئلہ ہے جو اعلیٰ حکام کی طرف سے وضع کیا گیا ہے اس مسئلہ پر غور و خوض کرنا وقت کا ایک نہایت اہم تقاضا ہے . اس لئے کہ جنگ ! جنگ لڑنے والوں کی چاہت اور خواہش نہیں ہوتی . اس ضمن میں ان مبصرین کا عقیدہ ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم "اسٹالن" کے عہد حکومت کے اُن ناخوشگوار اور تلخ سانحوں اور وقائع کو ایک بار پھر زندہ نہ

کریں. جب اس زمانے کے حکمران اپنی رعایا کو طرح طرح کی آذیتیں پہنچاتے تھے. جب کہ وہ خود اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھتے تھے.

ایک اور مبصر افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ کے دوسرے پہلو پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ روسی فوج جو افغانستان میں جنگ سے زندہ بچ کر واپس اپنے وطن (روس) آتے ہیں وہ اپنے اعلیٰ رتبہ نظامی افسروں کے کردار اور چال چلن سے بہت شاکی ہوتے ہیں اور وہ اپنے افسروں کے کرتوتوں سے بدظن ہو چکے ہیں. روزنامہ مولڈ کا یہ مقالہ ان جملوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے. یہ ہمارے معاشرے کے عوام الناس کی ذمہ داری ہے. کہ آج کے بعد ہم اپنی زبانوں پر چھریں لگا کر خاموش نہ بیٹھیں

ہماری بدقسمتی تو اسی میں ہے کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم سچے بولیں، سچ لکھیں، حق کو حق کا نام دیں اور باطل کے خلاف آواز اٹھائیں. مگر افسوس کہ ہم تو سرے سے سچ کہنے کے عادی نہیں اس لئے ہم سچ لکھنے سے گریز کرتے ہیں. کیونکہ ہم مجبور ہیں. دنیا میں رونما ہونے والے وقائع کی حقیقت اور واقفیت سے ہم صرف اسی وقت اطلاع پا سکتے ہیں جب ہم اخبارات جرائد کا بغور مطالعہ کریں.

ہمیں تو آج تک سچ کہنے، حقیقت لکھنے اور راست بیانی سے ڈر لگتا ہے اگرچہ ہم نے حق کو حق کا نام دینے کی طرف ایک قدم بڑھایا ہے مگر پھر بھی ہمارے اہل قلم حضرات یعنی صحافی و مبصرین کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان تمام حالات و واقعات کو جو گذشتہ آٹھ نو سال سے افغانستان میں وقوع پذیر ہیں. قلم بند کرکے اس کی ایک جھلک بھی دیگر وقائع کے ساتھ دنیا تک پہنچائیں

اہم گذارش

موجودہ دور میں کوئی مشن مالی وسائل کے بغیر آسانی سے کامرانی کے مراحل طے نہیں کرسکتا۔ ہمارے معزز قارئین اس امر سے آگاہ ہیں کہ جمعیت اسلامی افغانستان کی ثقافتی کمیٹی جہادی مشن کی روئیداد مختلف زبانوں میں شائع کرتی ہے اور اس غرض کے لیے کئی جرائد و مجلات اور رسائل بڑی تعداد میں اشاعت پذیر ہو کر عام قارئین کرام تک پہنچتے ہیں۔

اب تک ہم نے چندہ یا بدل اشتراک کی زحمت قارئین کرام کو نہیں دی۔ مگر اب شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ قارئین کے مالی تعاون کے بغیر ہماری راہ میں ناقابلِ عبور مشکلات حائل ہو جائیں گی۔ اس لیے التماس ہے کہ آپ ماہنامہ مشعل اور دیگر مجلات کا بدل اشتراک بھیج کر افغانستان کے مقدس جہاد میں حصہ دار بننے کے ساتھ ساتھ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی ماجور ہوں۔

بدل اشتراک

فی پرچہ	پانچ روپے
ششماہی	۳۰/- روپے
سالانہ	۶۰/- روپے
بیرونی ممالک۔ فی پرچہ	ایک ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸

مسلم کمرشل بینک، برانچ چارسدہ روڈ

پشاور۔ پاکستان

... اپنے دام میں صیّاد آگیا!

روسی لیڈر گورباچوف نے آسٹریلوی وزیر اعظم سے کہا ہے کہ روسی افواج افغانستان سے ایک سال سے کم مدت میں بھی واپس ہو سکتی ہیں۔:

یہ امریکی یا امریکہ نواز ذرائع کی اڑائی ہوئی خبر نہیں۔ روسی ذرائع سے نشر ہونے والی خبر ہے۔ یہ بات روسی صدر نے آسٹریلوی وزیر اعظم کے دورۂ ماسکو کے موقع پر کہی ہے اور یہی بات روسی کے ہز ماسٹر وائس نجیب اللہ نے بھی کہی ہے بلکہ نجیب اللہ نے تو روسی اجازت ہی سے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اگر امریکہ اسلحہ کی سپلائی بند کر دے تو وہ افغان مجاہدین کے ساتھ مشترکہ حکومت بنانے کے لئے تیار ہیں۔

روس اور اس کی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے یہ اعلانات ولی خان اینڈ کو اور ان سرخ دانشوروں کے چمنِ آرزو .... بلکہ لالہ زارِ امید پر بجلی اور پالا بن کر گرے ہوں گے۔ وہ بیچارے تو دن رات اس انتظار میں تھے کہ کب ڈیورنڈ لائن کی زنجیر اٹھے اور وہ ہار پھول لے کر اپنے آقاؤں کے استقبال کے لئے وہاں پہنچیں وہ بیچارے تو بقراطی انداز میں آنکھیں چندھیا چندھیا کر اور بھنویں چڑھا چڑھا کر پاکستانیوں کو افغان مہاجرین کی حمایت کے بھیانک نتائج سے ڈراتے ڈراتے تھک رہے تھے کہ "پاکستان نے خواہ مخواہ امریکہ کی شہہ پر روس جیسی سپر طاقت کو ناراض کر دیا ہے۔ روس افغان فوجیں باغیوں کے تعاقب (Hot Persuit) میں آئیں تو چند منٹوں میں کیس ختم ہو جائے گا۔

ان لالہ رُخ دانشوروں کو روس کی سپر طاقت پر وہی بھروسہ تھا جو کسی صاحبِ ایمان کو اللہ کی طاقت پر ہوتا ہے۔

اُدھر سرحدی گاندھی بادشاہ خان اینڈ سنز آس لگائے بیٹھے تھے کہ تقسیم ہند اور تشکیل پاکستان کی شکل میں لگنے والا زخم روسی مرہم پٹی سے مندمل ہو جائے گا بابہ نام کے باشاخان کے بیٹے ولی خان روسی ہُما کا سایہ پڑنے سے پاکستان کے حقیقی بادشاخان بن جائیں گے...

.. اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند! اُن کا نام بھی داؤد، ترہ کئی، حفیظ اللہ امین اور "دلی کا دل بھائی بھائی" والے ببرک کارمل کی فہرست میں آ جائے گا۔

.... نام آ جائے پھر انجام چاہے۔ شہد کی مکھیوں کی ملکہ کے شوہر جیسا ہی کیوں نہ ہو۔ جس کا ہنی مون یعنی ماہِ عسل شکر کر ہنی مومنٹ (Honey moment) یعنی لمحۂ عسل رہ جاتا ہے۔ بیرونی طاقتوں کے سہارے بادشاہت حاصل کرنے والوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ ؎

ہم تو ایک ملن کے صدقے کر دیں اپنا جیون بھی
کوئی بنے تو دل کا گاہک کوئی ہمیں اپنائے تو

حیف کہ مسٹر گورباچوف کے اعلان پسپائی سے بادشاہ خان خاندان اور لالہ رُخ دانشوروں کی امیدوں پر پانی پھر گیا ماسکو

کے حکمراں پنڈت دی کمر یٹ سے لے کر آنجہانی برزنیف تک اور سرحدی گاندھی سے لے کر تشکیل پاکستان کو "شب گزیدہ سحر" کہنے والے دانشوروں تک کے غنچہ ہائے اُمید مرجھا گئے۔ ان سے تو کارل اینڈ کو ہی اچھے رہے ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دِکھا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مُرجھا گئے

جی ہاں سانگے تانگے کے خوابوں کی تعبیریں ایسی ہی اُلٹی ہوتی ہیں۔ جب حقیقت کی سحر سامنے آئی ہے تو یہ خوابوں کے رسیا حسرت سے کہتے ہیں ؎

جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں

انگریزی کہاوت ہے کہ "مانگے کی کلغی ماتھے پر کبھی نہیں سجتی" Borrowed plume never fit right (مانگے کے افکار کی طرح مانگے کے خواب بھی مشکل ہی سے راس آتے ہیں۔ سرخ سویرے کے خواب بھی گوربچوف کے اعلانِ پسپائی کے دھماکے کے ساتھ بکھر گئے۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ ؎

کب تک تیرے میرے خواب
آؤ بُنیں اب اپنے خواب

اور جب خوابوں ہی کی بات چلی ہے تو یہ بھی سُن لیجیے کہ ؎

تعبیریں تو ہاتھ اُگاتے ہیں پگلے
آنکھیں تو بس خواب دکھایا کرتی ہیں

روسی صدر گوربچوف کا اعلانِ پسپائی افغان مجاہدین کے خواب کی وہ تعبیر ہے جو مجاہدین کے ہاتھوں سامنے آئی ہے۔ ورنہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ روسی حلقۂ اثر شیر کا وہ غار ہے جس میں اندر جاتے ہوئے پیروں کے نشان نظر آتے ہیں باہر نکلتا ہوا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ روسی شکاری کے تھیلے میں اس کی دوستی کے شکار کئی ملک زخمی حالت میں تڑپ رہے ہیں ان میں پولینڈ بھی شامل ہے۔ چیکوسلاویکیہ بھی اور مشرقی جرمنی بھی ان کے تڑپنے پر شکاری ہنس ہنس کر کہتا رہا ہے ؎

تڑپو گے جتنا جال کے اندر
جال گھسے گا کھال کے اندر

چیکوسلاویکیہ کے آزادی پسند لیڈر ڈوبچک ہو یا پولینڈ کے ولیچ پلیپیا سب کو شکاری نے اگر قینچ کر دیا لیکن افغان مجاہدین کے جذبہ جہاد نے سپر طاقت کو داغ دہلوی کے الفاظ میں یوں چیلنج کیا کہ ؎

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

وہ دانشور جو حق الیقین کے انداز میں کہا کرتے تھے کہ شہباز کے آگے تیتری کی کیا حیثیت ہے۔ گوربچوف کے اعلان کو سُن کر سُن ہو گئے ہیں۔ جو لوگ معجزات کے منکر تھے وہ اپنے دور کا ایسا معجزہ دیکھ رہے جیسے اصحابِ فیل والے سین کا ایکشن ری پلے Action replay ہو رہا ہے

لیکن اس کو کیا کیجیے کہ یہ لالہ رُخ دانشور اپنے خوابوں کی حسبِ دلخواہ تعبیر نہ ملنے پر دوبارہ آنکھیں بند کر کے خوابوں ہی کی دنیا میں رہنا چاہتے ہیں گویا کہہ رہے ہیں کہ ؎

ترکِ امید بس کی بات نہیں
ورنہ اُمید کب بر آئی ہے

خود برزنیف افغانستان کو رستا ہوا ناسور قرار دے دے اور گوربچوف سال بھر سے کم مدت میں فوجوں کی واپسی کا اعلان کر دے۔ لیکن یہ وہ اُمید پرست ہیں کہ سانپ کے منہ کی چھچھوندر کو اپنی دانشوری کے پینتروں سے چوہیا ثابت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں "میاں! یہ بھی روس کی ایک چال ہے۔ وہ پاکستان کو جینوا مذاکرات میں الجھا کر اندرون ملک ہنگامے کرائے گا اور اندرون انتشار کے ماحول میں ایک دن پیش قدمی کر بیٹھے گا۔ بات رہی ہے کہ ؎

منظر جو تھک کے پلٹ آئے روزنِ در سے
اُمید جنبشِ زنجیرِ در میں رہتے ہیں

وہی کابل حکومت جو ابتدا میں مجاہدین کو ڈاکوں کے نام سے پکارتی تھی پھر بھگوڑے کہتی تھی آج اُن کے ساتھ مشترک حکومت بنانے پر آمادہ ہے

دنیا جانتی ہے کہ یہ حکومت میں شرکت کی فراخ دلانہ پیشکش کے پردے میں افغان مجاہدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جس نوے فیصد علاقے پر تمہاری حکومت ہے ہم دس فیصد علاقے کے غاصب حکمرانوں کو بھی اپنی حکومت سے بے دخل کر لیں گے۔ یوں بھی ہمارے دس فیصد علاقے پر ہماری نہیں روسی فوجیوں کی حکومت رہی ہے اور وہ بھی محض دن کے وقت۔ پھر ہمارا تو محض دس فی صد علاقے پر قبضہ ہے۔ نوے فی صد افغانوں کے دلوں پر تو تمہاری حکومت ہے۔ جعفر و صادق کا شمار وطن کے سپوتوں میں نہیں غداروں میں ہوتا ہے...

ایک اور بات جو ہمارے لالہ رُخ دانشور سمجھ کر نہیں دیتے وہ یہ ہے کہ اُن کی مائی باپ سُپر طاقت نظریات کی دنیا میں ہٹ کر اب "دلیل کو چھوڑو پنجہ لڑا لو" کی سطح پر پہنچ گئی ہے اور تو میں محض پنجہ لڑا کر غالب نہیں آیا کرتیں۔ جب ۱۹۷۹ء میں روسی افواج افغانستان میں گھسی تھیں اور دنیا نے شور مچایا تھا کہ روسی گرم پانی تک پہنچنے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو آنجہانی برزنیف نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے سادگی میں اصل راز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

ماہنامہ

مشعل

م ش ع ل

صاحب امتیاز

کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

مدیر : سید عبداللہ معاون : عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۲ - شمارہ نمبر ۶ - مسلسل نمبر ۱۸ - دسمبر ۱۹۸۷ء - ربیع الثانی ۱۴۰۸ ھ ق قوس جدی ۱۳۶۶ ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ

۲- فرمان الٰہی ج

۳- ارشاد نبوی ص

۴- جمعیت اسلامی کے سیکرٹری جنرل "عماد" صاحب کا پیغام

۵- اب روس کو افغانستان سے ....

۶- ۲۷ دسمبر کمیونزم کے زوال کا دن -

۷- اسلام سچا اور مکمل ضابطہ حیات ہے -

۸- مسلمانوں کی لاپرواہی سے ....

۹- افغانستان کا دورہ کرنے والے صحافیوں ...

۱۰- افغانستان کے شمالی صوبوں میں ...

۱۱- اگر روس باعزت واپسی چاہتا ہے تو....

۱۲-

۱۳- سوویت جمہوریہ ازبکستان میں....

۱۴- اوکرائینی خواتین کے اعتراض آمیز خطوط

۱۵- اپنے دام میں صیاد آگیا

۱۶- گورباچوف کی اصلاحات

۱۷- جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے

۱۸- انٹرویو

۱۹- ہماری قوم اسلامی حکومت کے ...

پتہ

دفتر: ماہنامہ **مشعل** کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX No: 345

PESHAWAR PAKISTAN

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ —— ۶۰ روپے		بیرونی ممالک
ششماہی —— ۳۰ "		سالانہ —— ۲۰ ڈالر
فی پرچہ —— ۵ "		

کی بات کہہ دی تھی کہ روس اپنی جنوبی سرحد کی حفاظت کی خاطر افغانستان آیا ہے اب اگر ہمارے دانشور اپنی روایتی "وری" کو چھوڑ کر تھوڑی سی دانش سے اس بات کا جائزہ لیں کہ جنوبی سرحد پہ کونسا امریکہ کا لشکر موجود تھا. جس سے روسی سرحد کو خطرہ تھا. تو معلوم ہو جائے گا. کہ امریکہ تو افغانستان کے پڑوسی ایران سے جوتے چھوڑ کر بھاگ چکا تھا.

البتہ اُس سے بڑا خطرہ اس خطے میں اُبھر رہا تھا " احیائے اسلام" کے امکان کا "پُر خطر خطرہ". جس نے سپر طاقت پر سپر بوکھلاہٹ طاری کر دی تھی. ایران میں اسلام کے نام پہ انقلاب برپا ہو چکا تھا. اور پاکستان کے ضیاالحق برائے نام (یا برائے بدنامی) ہی سہی نفاذِ اسلام کا اعلان کر رہے تھے. اور کچھ عرصے بعد دنیا کی دوسری سپر طاقت کے نمائندے ریگن صاحب روسیوں کو احساس دلا رہے تھے کہ ہمارے تمہارے اختلافات اپنی جگہ لیکن یہ دیکھ لو کہ تیونس سے لیکر انڈونیشیا تک " بنیاد پرست " مسلمانوں کی تنظیمیں احیائے اسلام کی کوشش میں مصروف ہیں اور یہ مت بھولو کہ روس کی ایک تہائی آبادی نسلی مسلمانوں پر مشتمل ہے

تو جناب یہ تھا وہ خطرہ جس کی مدافعت کی خاطر روسی افواج افغانستان میں قدم رنجہ ہوئی تھیں. روس جانتا تھا کہ اگر ایران کے انقلاب کے بعد پاکستان میں بھی اسلام کا عادلانہ نظام نافذ ہو گیا. تو اس کے اثرات افغانستان ہوتے ہوئے وسطِ ایشیا کی اُن مسلم ریاستوں تک پہنچ کر رہیں گے. جن کو ستر سالہ جبر کے باوجود ماسکوئی حکمران اسلام سے بالکل بیگانہ اور اپنی غلامی پہ راضی نہیں کر سکے ہیں. اُسے معلوم تھا کہ نظریئے کی یلغار کو دریائے آمو (افغانستان اور روسی مسلمان ریاستوں کے درمیان واقع دریا) کی موجیں نہ روک سکیں گی لیکن اس کو کیا کیجئے کہ روس کی افغانستان میں آمد اس خطرے کو دور کرنے کی بجائے اور قریب لے آئی. جب ان مسلم ریاستوں کے دبے اور پسے ہوئے لوگ وقفے وقفے سے آنے اور واپس جانے والے روسی فوجی قافلوں کو خوف اور مایوسی کی حالت میں جاتے اور واپس آتے دیکھتے ہیں تو اُن پر سپر طاقت کا سپر فلس ہونا واضح ہو جاتا ہے اور افغان مجاہدین کی عزیمت اُن کے دبے ہوئے جذبۂ آزادی کے لئے مہمیز بن جاتی ہے.

اور اب تو خود روسی اخبارات میں ان علاقوں میں پائی جانے والی بے چینی اور شورش کی خبریں نظر آنے لگی ہیں. مجاہدین محاذ جنگ کو دریائے آمو تک کھینچ کر لے گئے ہیں اور اطلاعات مظہر ہیں کہ مسلم ریاستوں کے افراد بھی مجاہدین سے آ کر ملنے لگے ہیں. نیز افغانستان کی سرحد کھل جانے کے نتیجے میں جدید مفکرین اسلام کی ترکی فارسی اور خود روسی زبان میں ترجمہ شدہ کتب بڑی تعداد میں ان علاقوں میں پہنچ کر وہاں بھی جذبہ جہاد کی زیریں رویں پیدا کر رہی ہیں.

یہ ہے وہ نقشہ حالات جس میں گوربچوف صاحب کے اعلان پسپائی کو سمجھنا بغیر دانشوری کے بھی آسان ہے. دانش وری کی زبان میں نہ معلوم اس صورتِ حال کو کیا کہا جائے کوئی زبانِ شعر میں سمجھنا چاہے تو کہا جائے گا کہ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ایک زخمی! جو روس کے کیمیائی ہتھیاروں کا منہ بولتا ثبوت ہے

ایس تاج محمد

گورباچوف کی اصلاحات

عالمی سیاسی حلقوں میں روس کے سربراہ میخائل گورباچوف کی اصلاحات کا بڑا چرچا ہے۔ انہوں نے جس طرح سٹالن کی شخصیت اور اس کی پالیسیوں کو ہدف تنقید بنایا ہے اس کے پیش نظر بعض سیاسی مفکرین کا خیال ہے کہ گورباچوف کا بھی وہی حشر ہوگا۔ جو اس سے پہلے خروشیف کا ہو چکا ہے واضح رہے کہ سٹالن کی موت کے بعد پولٹ بیورو میں اس کے منصوبوں پر نظر ثانی کی گئی تھی۔

۱۹۶۱ء میں روسی کمیونسٹ پارٹی کے ۲۲ ویں اجلاس میں نہ صرف خروشیف بلکہ بحیثیت مجموعی پوری پارٹی ہی نے سٹالن کی پالیسیوں کی پرجوش مخالفت کی تھی اور یہ کہنا غلط ہے کہ خروشیف اپنی انقلابی اصلاحات کے نفاذ میں ناکام ہو گئے تھے۔ کیونکہ پارٹی کی اکثریت ان کی حامی تھی۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ گورباچوف کے دور کی صورت حال معروضی اور معنوی دونوں انداز میں خروشیف سے مختلف ہے۔

برژنیف کے دور سربراہی میں پولٹ بیورو کے اراکین کی اکثریت عمر رسیدہ اور ادعا پسند تھی۔ اندروپوف اور چرننکو کے دور میں پارٹی اور پولٹ بیورو کو ہر سطح سے نوجوان نمائندے ملے اندروپوف اور چرننکو دونوں ہی مختصر مدت تک سربراہ رہے اور موت نے انہیں زیادہ عرصہ کام کرنے کی مہلت نہ دی ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۵ء کے درمیان تین سوویت جنرل سیکرٹریوں نے عالم ناتمام سے کوچ کیا۔

کہا جاتا ہے کہ موجودہ سوویت سربراہ میخائل گورباچوف نے معاشرے سے بدعنوانیوں کے خاتمے اور سیاسی اصلاحات کے لئے سخت اقدامات کئے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے قبل ازبکستان کے پہلے سیکرٹری رشیدوف اور آندروپوف کے درمیان بھی اصلاحات کے مسئلہ پر کھینچاؤ اور کشیدگی رہی ہے۔ چرننکو کی موت کے بعد پولٹ بیورو نے فیصلہ کیا کہ کسی نوجوان کو پارٹی کی سربراہی کے لئے چنا جائے۔ ان کے سامنے دو افراد تھے۔ ایک گورباچوف اور دوسرے رومانوف۔ لیکن ان کے سامنے ایک سوال یہ بھی تھا کہ نومنتخب نوجوان جنرل سیکرٹری ان کے کس انداز میں معاملات طے کرے گا۔ کیا وہ انہیں بزرگانہ عزت اور وقار دے گا؟ اور ان کی تجاویز قبول کرے گا؟ یا من مانی کرے گا؟

سوویت نظام میں پارٹی کی کسی بھی سطح پر نمائندوں کے چناؤ کے لئے کھلی مہم پر پابندی ہے۔ لیکن جونہی چرننکو کا انتقال ہوا۔ میخائل گورباچوف نے رومانوف کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کر دیا۔ رومانوف اس وقت لینن گراڈ کے سیکرٹری تھے۔ جب کہ سوویت ذرائع ابلاغ کے مطابق رومانوف ہی پارٹی کے جنرل سیکرٹری کے عہدے کے لئے موزوں شخصیت تھے اور بیرونی ذرائع ابلاغ بھی ان ہی کو مناسب گردانتے تھے۔

سوویت ٹی وی پروگرام اور دیگر ذرائع ابلاغ سے پتہ چلا کہ کس طرح گورباچوف پولٹ بیورو کے پرانے ارکان سے خصوصاً گرومیکو اور گرشین (اس وقت ماسکو کے پہلے سیکرٹری) سے اپنے تعلقات استوار کر رہے ہیں جبکہ دوسری جانب رومانوف اپنے سیاسی مستقبل کے بارے میں بہت زیادہ پرامید نظر آتے تھے۔ لیکن ان کی امیدوں پر گورباچوف نے پانی پھیر دیا اور وہ پارٹی کی سربراہی کے لئے منتخب نہیں ہو سکے۔

گورباچوف نے سیکرٹری جنرل منتخب ہونے کے بعد رومانوف کو بیدخل کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ان تمام افراد سے جن کے بارے میں انہیں اندیشہ تھا کہ وہ مخالفت کر سکتے ہیں۔ تمام اختیارات چھین لئے برزنیف کا دور سربراہی پولٹ بیورو کے ایک مسلم رکن الیف کے ہٹائے جانے پر ختم ہوا تھا۔ اور مختصر مدت میں گورباچوف نے پولٹ بیورو پر اتنا مضبوط اقتدار قائم کر لیا کہ ان کا مقابل صرف سٹالن ہی ہو سکتا ہے۔ سٹالن کی طرح گورباچوف نے بھی منافرت اور بغض پیدا کر کے پولٹ بیورو پر قبضہ مستحکم کیا ہے لیکن سٹالن نے اپنے مخالفین کے خلاف کھلا محاذ کھولا تھا اور انہوں

نے اپنے بہت سے مخالفین کو ہلاک کروایا تھا۔ جب کہ گورباچوف اس معاملہ میں محتاط ہیں اور انہوں نے ایسے اقدام سے فی الحال پرہیز کیا ہے جب تک سوویت سوشلزم کی حقیقت نہ سمجھی جائے۔ جہاں تصنع و بناوٹ کو کامیابی کی کنجی سمجھا جاتا ہے۔ گورباچوف کی تحریر کردہ کتاب گلاسنوست یا پیریسٹرائیکا کے مطالعے سے سوویت معاشرے کی صحیح تصویر سامنے نہیں آتی ہے، ہر شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہی بہترین سوشلسٹ یا کمیونسٹ ہے۔ اور حکومت بھی یہ کہہ کر اس دعوے میں شریک ہو جاتی ہے۔ کہ قومی اور عالمی سطح کے ہر معاملے میں ناقابل شکست ہے سوویت سوشلزم کی منافقت ابتدا ہی میں ظاہر ہو گئی تھی۔ جب حکومت کے اعلانات اور عوام کے مسائل سامنے آئے اور عالمی سطح پر باشعور طبقہ سوشلزم کی حقیقت تک پہنچنے لگا وہاں عملی زندگی میں نظریاتی تضادات اور کمیونزم کے رسمی قوانین واشگاف ہونے لگے۔ اس صورت حال میں گورباچوف کی نگاہیں اس کے مروجہ نظام میں سوویت سوشلسٹ معاشرے کا خاتمہ دیکھ رہی تھی ایسے میں کچھ مغربی مفکرین سوچنے لگے۔ کہ گورباچوف شاید سرمایہ دارانہ نظام کی جانب راغب ہو۔ گورباچوف نے اپنے ساتھی کمیونسٹوں پر کھلی تنقید کر کے اس سوچ کی گنجائش پیدا کی۔ لیکن سوویت معاشرے میں حقیقی تبدیلی کی گنجائش نظر نہیں آتی اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گورباچوف خروشیف کے نقش قدم پر چل کر اپنے زوال کو دعوت دے رہے ہیں

پارٹی انتظامیہ، حتیٰ کہ کمیونسٹ پارٹی کا نوجوان گروپ ینگ کمیونسٹ لیگ جو کہ کل آبادی کا ایک تہائی ہے اور بہت زیادہ، فعال اور مستعد ہے گورباچوف پر کڑی تنقید کر رہا ہے اس کے باوجود گورباچوف کی پوزیشن مستحکم ہے۔ یہ ایک ایسی گتھی ہے جو باہر والوں کو سمجھ میں آنا مشکل ہے۔

گورباچوف کے استحکام کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ انہوں نے روسی عوام کو یہ تاثر دیا ہے کہ وہ کمیونزم کو نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں غالب کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت یہ امر ہے کہ وہ پہلے روسی راہنما ہیں۔ جو عالمی حلقوں میں بھی کافی عمل دخل رکھتے ہیں۔

گورباچوف اپنے آپ کو بہت زیادہ فعال مستعد اور ہوشیار سربراہ ثابت کرنے کے لئے مختلف اقدامات کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے گرد بناوٹ اور تصنع کا ایک ایسا پردہ تان لیا ہے۔ کہ ان کی اصلی شکل شناخت کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ لیکن اس ظاہری اقدامات کے ساتھ وہ کب تک چل سکیں گے اور پارٹی اور کے جی بی کے بااثر افراد ان کا ساتھ کب تک دیں گے۔ فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان کے گرد چند افراد کا جمگھٹا ان کے عقائد کے حصول میں بہت زیادہ مددگار ثابت نہیں ہو سکتا۔

ایک زخمی مجاہد کی مرہم پٹی کی جا رہی ہے

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے

گذشتہ نو برسوں سے افغانستان کی پاک سرزمین پر روسیوں کی ننگی جارحیت اور بربریت کے باعث جو خونین اور دہشت سیلاب ٹھاٹیں مارتا اُمڈا چلا آرہا ہے شاید ایسا کوئی دن نہ گزرتا ہو جس دن وہاں کے سینکڑوں بے دفاع اور مظلوم مسلمان عوام اس خونین سیلاب کی بھینٹ نہ چڑھیں.

بیسویں صدی کے خون آشام جلادوں نے افغانستان کے جنت نما ملک کو یکسر دولخت کر کے ویرانیوں میں بدل ڈالا ہے. بڑے بڑے قصبات اور دیہات جہاں شب و روز چہل پہل اور رونق لگی رہتی تھی آج وہاں انسان تو کیا کوئی زندہ جان حیوان بھی دکھائی نہیں دیتا. ہر سو سنسان اور فضا میں خاموشی چھائی ہے. بارونق مسکونی محلات ہزاروں سال پرانے آثار قدیمہ کے کھنڈرات کی شکل لے چکے ہیں.

شہری اور دیہی آبادیوں پر ان ظالموں نے جو ظلم و زیادتی کر کے انسانی حقوق کو پامال کیا ہے وہ تو درکنار صحراؤں اور پہاڑوں میں بسنے والے ذی روح چرند و پرند پر بھی ان درندہ خو بھیڑیوں نے رحم نہیں کھایا. صحراؤں اور پہاڑوں پر آتشگیر بم برسا کر اور زہریلی گیس چھوڑ کر کلیہ حیوانات کو جھلس کر راکھ کر دیا اور پہاڑوں کے نوکیلے پتھر کئی ہفتے تک آتش فشاں پہاڑ کی طرح لاوہ اُگلتے رہے.

مختصر یہ کہ اِن اُجرتی قاتلوں اور اشتہاری مجرموں نے افغان مسلمان عوام کے خلاف جو غیر انسانی اور شیادی رویہ اختیار کر رکھا ہے شاید تاریخ انسانیت میں اس کی مثال کم ملے.

اگرچہ عرصہ دراز سے براعظم ایشیا اور افریقہ کے اکثر و بیشتر ملکوں میں باہمی کشمکش اور جنگوں کا سلسلہ جاری ہے اور یہ جنگیں وہاں بیرونی سپر طاقت کی ایماء پر ان کے اپنے ایجنٹوں اور گماشتوں کے ذریعے ہو رہی ہیں. جبکہ افغانستان کا معاملہ تو اس اعتبار اور نوعیت سے بالکل منفرد ہے. نو سال کا طویل عرصہ بیت چکا روس جسے اپنے گماشتوں کی بھرپور امداد حاصل ہے افغانستان میں انہی کے استحکام کے لیئے افغان مجاہد عوام کے خلاف جنگ میں مصروف ہے. افغانستان کی صورت حال دن بہ دن سنگین اور تشویشناک ہوتی جا رہی ہے. کئی سالوں سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اقوام متحدہ کی بہی خواہانہ مساعی سے افغان مسئلے کا کوئی نہ کوئی معقول راہ حل نکل آئے گا. مگر جیسا کہ دیکھا گیا اور دیکھا جا رہا ہے نتیجہ اور کچھ سامنے آیا اسی طرح اسلامی کانفرنس، یورپی برادری، غیر جانبدار تحریک اور خاص طور پر جنیوا میں اسی مسئلے پر آٹھ نو بار مذاکرات کے دور مکمل ہو چکے. مگر نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہو سکا ہے.

متذکرہ مجالس اور محافل کے شرکاء نے اکثریت آراء سے بین الاقوامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ صادر کیا کہ روسیوں کو چاہیئے کہ وہ بلا قید و شرط افغانستان سے اپنی فوجیوں کو واپس بلالے اور افغان عوام کو یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنے ملک میں اپنی مرضی کے مطابق حکومت کو تشکیل دیں لیکن عالمی ضمیر کے ان فیصلوں سے روسیوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے. اور افغانستان میں اپنی جارحیت کو اور بھی تیز تر کر دیا. روسیوں کے مزاج اور طبع و طبیعت کو جاننے والے احباب اچھی طرح جانتے ہیں کہ روسیوں نے کبھی بھی ایسے مواقع پر اخلاق، انسانیت بشر دوستی اور بین الاقوامی قوانین کا احترام نہیں کیا ہے روسیوں کے ظالمانہ اور وحشیانہ عمل آج ساری دنیا پر عیاں ہو چکا ہے. آیئے میں آپ کو ایک

چھوٹا سا واقعہ کا قصہ سناؤں۔

ایک دفعہ ہمارے گاؤں کے ایک قریبی گاؤں کا روس اور کابل انتظامیہ کی خونخوار فوجوں نے محاصرہ کیا، دور سے ٹینکوں کے ذریعے گاؤں پر گولے پھینکے۔ گاؤں میں یکایک بھگدڑ مچ گئی۔ گاؤں والے سر چھپانے کے لئے محفوظ جگہ تلاش کرنے لگے اس دل دہلانے والے سانحے میں بے شمار جانیں ضائع ہو گئیں۔ گاؤں کے بچے کچھے افراد جو اس لقمۂ اجل سے بچ چکے تھے۔ گاؤں کے ایک مضبوط اور محفوظ قلعے میں پناہ لے لی۔ دشمن گرد و درگرد گاؤں کی ناکہ بندی کے لئے بڑھتا چلا آیا۔ یہاں تک کہ وہ گاؤں میں گھس آئے۔ گھر گھر کی تلاشی لی لوگوں کو مارا پیٹا اور لوٹ کھسوٹ کرنے کے بعد گاؤں کا محاصرہ توڑ کر گاؤں سے نکل گئے۔ گاؤں والوں نے سوچا کہ بلا ٹل چکی ہے۔ خدا کا شکر بجا لایا اور نماز شکرانہ ادا کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ مگر تقدیر کو کچھ اور منظور تھا۔ ظالم روسیوں نے تلاشی کے دوران ہی آس پاس کچھ بارودی سرنگیں بچھا کر قدم قدم پر پیٹرول چھڑک دیا تھا۔ جب گاؤں والے نماز شکرانہ ادا کر رہے تھے تو ظالم روسیوں نے دور سے چند آتشگیر گولے قلعے پر پھینکے۔ قلعہ بھڑک اٹھا اور آنکھ جھپکتے ہی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے ایک معمر خاتون کے علاوہ باقی قلعے میں موجود ۲۱ افراد جن میں معصوم بچے، بوڑھے اور خواتین شامل تھیں سب کے سب شہید ہو گئے۔ نجات پانے والی اس خاتون نے چشم دید سانحے کا حال سناتے ہوئے کہا کہ:

ہمارے دین اور وطن کے دشمنوں نے قلعے میں درجنوں معصوم انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ بچے نیم بسمل کی طرح تڑپتے رہے۔ مرد اور عورتیں محض وطن کی آزادی اور اپنے دین مقدس کے حق میں آواز اٹھانے کی خاطر اپنے خون میں نہا رہے تھے اور یہ سب کچھ ایک ایسے دشمن کی طرف سے ہو رہا تھا۔ جو محض دنیا کو دھوکہ دینے کی غرض سے علم انسانیت کو بلند کئے ہوئے ہیں۔ جو منہ میں رام رام اور بغل میں چھری کے مصداق ہے۔

آج اس وسیع اور عریض دنیا میں روس جیسی طاغوتی و شیطانی طاقت کو ظلم اور بربریت سے روکنے والا کوئی نہیں۔ جس سے یہی مقصد اخذ کیا جا سکتا ہے: کہ آج کے سائنسی اور ایٹمی دور میں "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے اصولوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔

ماننا پڑے گا کہ آج وقتی طور پر روسیوں نے ہمارے ملک میں فوجی مداخلت کے ذریعے ہمارے حقوق کو غصب کیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ غاصبوں سے حقوق ہاتھ پھیلا کر مانگے نہیں جاتے بلکہ میدان کارزار میں چھینے جاتے ہیں۔

گذشتہ طویل عرصے سے ہم اپنے مسلمہ حقوق کی بازیابی کے لئے ایک سپر پاور سے نبرد آزما ہیں۔ اور زندہ قوموں کی طرح زندگی کی آخری سانس تک اس وقت تک لڑتے رہیں گے۔ جب تک دشمن کو اپنے ملک سے بھگا نہ لیں۔

قومیں تو عزم، ہمت اور استقلال کی بدولت ہی زندہ رہ سکتی ہیں۔

آزادی ہر قوم کا بنیادی اور پیدائشی حق ہے۔ کوئی طاقت اپنے جابرانہ طاقت کے ذریعے دوسری چھوٹی قوموں کی آزادی اور ان کے حقوق کو چھین کر انہیں اپنا غلام نہیں بنا سکتی۔ اگر آج کی دنیا میں لاٹھی والے کو بھینس دینے کا اصول مان لیا جائے تو اس میں کچھ شک اور شبہ باقی نہیں رہے گا کہ ایک ملک تو کیا بلکہ دنیا کے سارے غریب اور کمزور ملکوں کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہمارے جیالے اور غیور مجاہدوں نے شہادت کو مطلوب اور مقصود بنا رکھا ہے اور افغانستان پر روسی حاکمیت کے خواب کو ہرگز شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیں گے۔

ہمارے عقاب صفت مجاہدین اپنی آخری گولی، آخری سر اور آخری قطرۂ خون تک اسلام دشمن عناصر کے خلاف چٹان کی طرح ڈٹے رہیں گے۔ ہمارے مجاہدین نے تو اپنی غیرت افغانی، طاقتِ ایمانی اور ہمت جوانی کا لوہا منوا لیا ہے۔ ہمارے دلیر مجاہدوں نے اس مادہ پرست اور مفاد پرست دور میں اپنے مدافعانہ کردار کی ایک ایسی مثال قائم کر دی ہے۔ جس سے آنے والی نسلیں اور تاریخ انسانیت زندگی، توانائی اور روشنی حاصل کر کے اپنی منزل کی جانب بڑھتی جائیں گی اور ایک نہ ایک دن ان خون آشام اور سامراجی قوتوں کو ہمارے شہیدوں کے ایک ایک قطرے خون کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

روسی سامراج نشۂ طاقت سے بدمست ہو کر افغان مسئلے کے بارے

ہیں عالمی ضمیر کی رائے کو یکے بعد دیگرے ٹھکراتا چلا آ رہا ہے۔ یہ ان کی ایک پرانی چال اور عادت ہے۔ یوں تو وہ ابتداء ہی سے نہیں چاہتا تھا کہ افغان مسئلے کو بین الاقوامی اداروں میں اٹھایا جائے روسی سامراج ہمیں آپس میں لڑانے اور ہمارے درمیان پھوٹ ڈالنے کی ایک انوکھی چال چل رہا ہے تاکہ ہم کمزور ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے ہمارے مجاہد کمزور ہونے کی بجائے دن بہ دن قوی سے قوی تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور پختہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ ہرگز افغانستان کو روسیوں کے لئے لقمۂ تر بننے نہیں دیں گے۔ ہمارے دلیر مجاہد عوام بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ افغانستان میں مشرقی اور مغربی سامراجیوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ افغان عوام پر کوئی بھی پٹھو حکومت چاہے وہ مشرقی سامراج کے اشاروں پہ ناچے یا مغربی، افغانستان میں حکومت نہیں کر سکتی افغانستان میں تو صرف افغان مجاہد عوام کی جانب سے بنائی گئی اسلامی حکومت ہی حکمرانی کر سکتی ہے۔ جس کے لئے ہمارا ماضی منتظر ہے۔

آج کل ایک بار پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ روس افغانستان سے اپنی فوجیں ایک سال کے اندر اندر بلانا چاہتا ہے مگر یہ سب کچھ جھوٹ اور ایک سیاسی چال ہے۔ جیسا کہ ایک مشہور کہاوت ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ روس چاہتا ہے کہ افغان عوام اور دنیا والوں کو اپنی فوجیں واپس بلانے کی لالچ دے کر انہیں دھوکے میں ڈالے اور اس طرح وہ افغانستان میں اپنے پاؤں مضبوط کر سکے۔ لیکن اب روسیوں کو یہ علم ہو چکا ہے کہ وہ افغانستان میں زیادہ مدت تک نہیں ٹھہر سکتے۔ وہ راستہ تلاش کر رہے ہیں کہ کس طرح افغان عوام کے فولادی پنجوں سے اپنے آپ کو نجات دلائیں۔

بقیہ: اگر روس باعزت . . .

نے کر لیا ہے۔ اور باقی دس فی صد علاقے میں شدید مزاحمت جاری ہے۔ روسی جارحیت کے آٹھویں سال کے اختتام پر لڑائی کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مشرقی افغانستان کے صوبے پکتیا کی سرحدی چھاؤنی خوست جہاں تین ہزار روسی اور نو ہزار افغان فوجی موجود ہے کا تین ماہ سے مجاہدین نے محاصرہ کر رکھا ہے اور روسی افغان فوجی یہ محاصرہ توڑنا تو بڑی بات محصور فوجیوں کو امدادی اشیاء پہنچانے میں ناکام رہے اور امدادی اشیاء پہنچانے کی کوشش میں ۳ ماہ کے عرصے میں دو درجن کے لگ بھگ طیارے اور ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے ہیں۔ زمینی امدادی دستوں خوست سے کئی میل دور زدران اور ستو کنڈاؤ کے علاقوں میں مجاہدین نے روک لئے ہیں۔ محصور فوجوں میں سے سینکڑوں مجاہدین سے آ ملے ہیں اور باقی بھی مجاہدین کے محاصرے کے علاوہ خود روسی افغان فوجیوں کی طرف سے بچھائے گئے بارودی سرنگوں کے حصار میں بند ہو چکے ہیں یہ بارودی سرنگیں جو انہوں نے مجاہدین کی پیش قدمی روکنے کے لئے نصب کئے ہیں۔ خود ان کے لئے مصیبت بن گئے ہیں اور اب وہ چھاؤنی اسلحہ و گولہ بارود اور اشیائے خوراک کی کمی کے باعث مجاہدین کے ساتھ آ شامل ہونے کے لئے بھی چھاؤنی سے باہر نہیں آ سکتے کہ راستے میں بارودی سرنگیں پھٹنے کا خطرہ ہے افغان مجاہدین نے جارحیت کے روز کی سالگرہ پہ افغانستان کے اندر روسی افغان فوجی دستوں کے تمام مراکز پہ حملوں کا منصوبہ ترتیب دیا ہے۔ اور انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ وہ غیر ملکی متجاوز فوجیوں کو ایک پل بھی اپنے ملک میں آرام سے رہنے نہیں دیں گے اور یہی وجہ ہے کہ آج روس کے حکمران کھلم کھلا افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانے کی باتیں کرتے ہیں تاہم وہ باعزت واپسی کی راہیں ڈھونڈ رہا ہے۔ جبکہ افغان لیڈروں کا موقف ہے کہ روسی فوجوں کی بلا قید و شرط فوری اور مکمل واپسی ہی باعزت واپسی ہے۔ یقیناً روس اگر باعزت واپسی کا خواہش مند ہے تو یہ بہترین راہ ہے کہ وہ غیر مشروط طور پہ فوری اور مکمل انخلاء کرے۔

جب تک ایک بھی روسی افغانستان کی سرزمین پر موجود ہے میں ہتھیار زمین پر نہیں رکھونگا: مدد بابلی

صوبہ میدان وردگ کے امیر اور نامور مجاہد جناب بلبل شاہ سے ایک انٹرویو

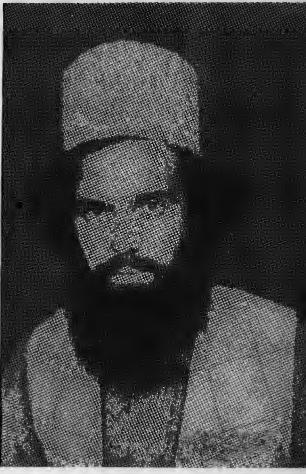

سوال: جناب بلبل شاہ صاحب! اس سے قبل کہ ہم اپنی گفتگو کا سلسلہ شروع کریں بہتر ہوگا کہ آپ کا تعارف ہو جائے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا نام بلبل شاہ اور والد گرامی کا نام نادر شاہ ہے۔ میں صوبہ میدان کے درۂ کہنہ خمار کا رہنے والا ہوں اور آج کل صوبہ میدان وردک میں جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر کی حیثیت سے اپنی مذہبی ذمہ داری کو نبھانے میں سرگرم عمل ہوں۔

سوال: کیا آپ یہ بتانا مناسب فرمائیں گے کہ آپ نے جہاد کا یہ سفر کب شروع کیا اور جہاد میں شامل ہونے کے کیا محرکات تھے؟

جواب: شکر الحمد للہ میں مسلمان ہوں ۱۹۷۸ء میں جب ہمارے ملک میں سرخ سامراج کے بل بوتے پر نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا، جگہ جگہ کفر و الحاد کا پرچار ہونے لگا اور افغان مسلمان عوام پر صرف مسلمان ہونے کے جرم کی پاداش میں مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو میرا ضمیر یہ سب کچھ برداشت نہ کر سکا۔ میں نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور ۱۹۷۹ء میں سرخ صیہونیوں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا اور آج تک اپنے اس جہادی مشن میں ثابت قدمی سے ڈٹا ہوا ہوں۔

سوال: صوبہ میدان وردک میں جمعیت اسلامی افغانستان کے کتنے جہادی مراکز (محاذ) موجود ہیں ذرا ان کے نام بھی تفصیل سے بتائیے؟

جواب: ہمارے صوبے میں جمعیت اسلامی افغانستان کے بارہ جہادی مراکز قائم ہیں۔ جہاں شب و روز ہمارے جیالے مجاہد سینہ تانے دشمن کے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے رات دن چوکس مورچہ زن موجود ہوتے ہیں، جہادی محاذ کے نام درج ذیل ہیں:

۱. مرکزی محاذ میدان (۲) جلریز محاذ (۳) نرخ محاذ (۴) کہنہ خمار محاذ (۵) بوسراق محاذ (۶) حارکہ محاذ (۷) گوریلا محاذ موجود ہیں۔ ان متذکرہ محاذوں کے ذیلی محاذ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، محاذ تکانہ، محاذ سنگلاخ، محاذ بادام وغیرہ بھی موجود ہیں۔ جن میں موجود مجاہدین آڑے وقت اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ جہاد میں حصہ لیتے ہیں۔

سوال: کیا آپ اپنے مجاہدین کے درمیان اتحاد، وحدت اور یکجہتی کے بارے میں کچھ بتانا پسند فرمائیں گے؟

جواب: الحمد للہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ ہمارے مجاہدین کے درمیان وحدت و یکجہتی صحیح معنوں میں برقرار ہے۔ وہ سب آپس میں بھائیوں کی طرح مل جل کر جہاد کے گرم مورچوں سے شکار پر جھپٹنے کے لئے ہر وقت چوکس و بیدار ہوتے ہیں ان کے درمیان کوئی لسانی، قومی اور نسبی تعصب نہیں۔ مشکل وقت پر وہ سب ایک آواز پر لبیک کہہ کر دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہمارے مجاہدوں کی یہی آرزو ہے کہ وہ اپنے ہم رزم بھائیوں سے پہلے جہاد میں کام آ کر جام شہادت نوش کر جائیں۔ جذبۂ جہاد، شہادت اور ایثار اُن کی رگ رگ میں بسا ہوا ہے۔

سوال: ذرا آپ یہ بتائیے کہ آپ نے اپنے آزاد کردہ علاقے میں وہاں کے مسلمان بچوں کے لئے اسلامی تدریس کے لئے مدارس وغیرہ کھول رکھے ہیں یا نہیں؟

جواب: یہ آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہم نے اپنے جہادی مشن کے ساتھ ساتھ

اپنے نونہالوں کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا اہتمام کیا ہے اگر آج کے دور میں ہم اپنے نونہالوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس نہ کرائیں تو کل ان سے ہم کیا توقع کر سکتے ہیں ہم نے اپنے علاقوں کے بہادر مسلمان عوام کی اعانت سے علاقے کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے رکھی" ایک مدرسے کھولے ہیں. جہاں ہمارے تعلیم یافتہ مجاہد بھائی بچوں کو دینی و اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ روسیوں کے مذموم عزائم سے بھی آگاہ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے مجاہدین کو علاقے کے روحانی علماً دینی تدریس دینے میں سرگرم عمل ہیں۔

سوال: دیگر احزاب کے مجاہدین کے ساتھ آپ کے مجاہدین کا سلوک کیسا ہے؟

جواب: ہمارے سبھی تنظیموں کے مجاہدین جو ایک ہی راستے پر گامزن ہیں کا مقصد اور مرام ایک ہے ان کے درمیان نیک تعلقات استوار ہیں، ہمارے علاقے میں ہفتے میں دو دفعہ مجلس شوریٰ منعقد کی جاتی ہے جہاں ساتوں اسلامی تنظیموں کے کمانڈر اور مجاہدین شرکت کر کے اپنے باہمی مسائل اور جنگی منصوبوں کو عملی شکل دیتے ہیں. اگر خدانخواستہ ان کے درمیان کوئی رنجش رونما ہو تو وہ آپس میں بیٹھ کر اپنی یہ رنجشیں دور کر دیتے ہیں۔

سوال: آپ کے علاقے میں وہاں کے عوام کی اقتصادی حالت کیسی ہے کشت و زراعت کے بارے میں بھی ہمیں کچھ معلومات دیں؟

جواب: یہاں کے عوام کی اقتصادی حالت بہت کمزور ہے. زراعت کاری جس کا دارومدار کاریزوں پر منحصر تھا وہ تمام روسیوں کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں منہدم ہو چکے ہیں پانی کی قلت کے باعث کئی سالوں سے زرعی پیداوار اطمینان بخش نہیں ہے اگر کسی زمیندار نے کچھ غلہ دانہ اگا کر اسے کھلیان (خرمن) بنایا تو ظالم روسیوں نے اسے بھی اپنے آتشین گولوں کا نشانہ بنایا اور راکھ کا ڈھیر بنا کر چھوڑا

سوال: آپ کے مجاہدین کا مورال دشمن کے مقابلے میں کیسا ہے؟

جواب: ہمارے مجاہدین کا مورال دن بہ دن بڑھتا چلا جا رہا ہے اور ہمارے دشمن کا مورال باوجود اس کے کہ وہ جدید ترین اسلحوں سے لیس ہے پھر بھی خوف و ہراس نے اس کی نیندیں حرام کی ہیں وہ ہمارے آئے دن کی کامیابیوں سے خوفزدہ اور پریشان ہو چکا ہے۔

سوال: دشمن پر حملے کے بارے میں آپ کی جنگی حکمت عملی کیا ہے؟

جواب: ہماری جنگی کاروائیاں گوریلائی طرز کی ہیں. اگر موقع آ بھی پڑے تو ہمارے جیالے مجاہدوں میں یہ ہمت ہے کہ وہ اپنے دین کے دشمنوں کے آمنے سامنے دست و گریبان ہو کر لڑیں سامان رسد کے قافلوں پر حملہ کرنا، دشمن کی فوجی چھاؤنیوں اور سرکاری دفاتر پر حملہ کرنا ہمارے جہادی مشن کے خاص اصول ہیں۔

سوال: کچھ دنوں پہلے کابل انتظامیہ نے جنگ بندی، قومی مصالحت اور مخلوط حکومت بنانے کی پیش کش کی تھی. اس بارے میں آپ کیا کہنا پسند فرمائیں گے

جواب: جنگ بندی کی اپیل کو ہم نے دھوکا سمجھ کر مسترد کر دیا. قومی مصالحت بھی دشمنوں کی چالوں میں سے ایک چال تھی. وہ چاہتا ہے کہ ان پیشکشوں سے مرعوب کر کے ہمیں ہتھیار ڈالنے پر دھوکہ دے سکے. آج کل جس مخلوط حکومت بنانے کا ڈھونگ رچا رکھا ہے یہ بھی ان کی ایک سیاسی چال ہے. ہم اپنے بچوں کے قاتلوں اور دین کے دشمنوں کے ساتھ بیٹھ کر حکومت پر سودا بازی نہیں کر سکتے اور کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے مستقبل کا فیصلہ کرے. افغان عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی خود پوری صلاحیت رکھتے ہیں. ہم اس گٹھ جوڑ کے نتیجے میں اپنے ۱۲ لاکھ سے زائد شہیدوں کے خون کو رائیگان جانے نہیں دیں گے۔

سوال: روسیوں کے اشارے پر معزول شاہ ظاہر شاہ کی دوبارہ واپسی پر آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: ہم ہر اس شخص کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں. جو مشرقی یا مغربی سامراجیوں کے اشارے اور ایماء پر افغانستان کا حکمران بنایا جائے افغان عوام پر صرف مسلمان حاکم ہی حکومت کر سکتا ہے ہم نے افغانستان میں ایک اسلامی مملکت بنانے کا عزم کر رکھا ہے انشاءاللہ ہماری یہ آرزو بہت جلد ہی پوری ہو جائیں گی۔

سوال: کیا آپ اپنے ہم رزم مجاہد بھائیوں اور افغان مہاجر بھائیوں کو کوئی پیغام دینا پسند فرمائیں گے؟

جواب: میری ایک دلی خواہش ہے کہ ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں. یہ ہمارے امتحان کی گھڑی ہے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے ہر وقت امتحان لیا کرتا ہے. ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی عبادت سے غافل نہ ہوں. ہم سب ایک صف میں کھڑے ہو کر اپنے دین و وطن کے دشمن کے خلاف قربانی دیں.

نور اللہ مُراد

ہماری قوم اسلامی حکومت کے قیام کے لیے کوشاں رہے گی

یہ ایک کھلم کھلی حقیقت ہے کہ جب بھی دشمن اپنے مدِ مقابل سے شکست کھاتا ہے۔ یا شکست کی حالت میں ہوتا ہے۔ تو اس کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ مختلف قسم کے حربے استعمال کرے تاکہ مدمقابل کو سامنے سے باآسانی ہٹا سکے۔

اسی طرح روس نے تمامتر جدید ہتھیاروں کے استعمال کے باوجود افغانستان کے اسلامی انقلاب کو نہیں روک سکا اور نہ ہی اپنے پرانے ہتھکنڈوں کے ذریعے اس عظیم اسلامی انقلاب کو کچل سکا۔ لہٰذا اس نے اپنے گذشتہ حربوں کو جسے کمپوچیا، بخارا اور دیگر اسلامی ممالک کے ہڑپ کرنے میں استعمال کر چکا تھا۔ بروئے کار لایا جس میں سیاسی قیدیوں کی رہائی، مشترکہ حکومت، قومی مصالحت اور نئے طریقے کی روسی اسلامائزیشن کی سازشیں شامل ہیں۔

لیکن سوچنا تو اس بات پر ہے کہ اس کا مقصد اور ہدف کیا ہے؟

وہ چاہتا ہے کہ ان چالوں اور فریبوں کے ذریعے افغان عوام اور دیگر دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکے۔ اور ان کو دکھا سکے کہ ہم تو غیر جانبداری اور صلح کے خواہاں اور افغانستان میں قتل و غارت۔ اور خون خرابہ کے خلاف ہیں۔ اور ان کے بقول "اشرار" امریکی اشارے پر افغانستان کی بربادی اور تباہی کے خواہاں ہیں۔

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ: روس مشرقی یورپ اور سنٹرل ایشیا کے کئی ممالک میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اس قسم کی پیشکشیں اور تجاویز پیش کر چکا ہے۔ جن کے ذریعے عوام کو دھوکہ دے کر اپنے وحشیانہ، غاصبانہ اور جاہ طلبانہ مقاصد حاصل کئے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ڈیڑھ ملین بے گناہ انسانوں کا لہو کن مقاصد کے حصول کے لئے بہا لیا گیا۔ ہماری پانچ ملین آبادی کس لئے ملک سے باہر نکال دی گئی۔ ہمارا پیارا وطن کہاں تک پہنچنے کی خاطر جنگ اور خونریزی کا میدان بنایا گیا۔ ہمارے گھروں پر کس لئے بم برسائے گئے۔ ہمیں زندگی کی ہر آسائش سے کس لئے محروم کر دیا گیا۔ اور آخر ہمارے پیارے دیس کو کن مقاصد کے حصول کے لئے اقتصادی اور معاشی خود کفالتی سے محروم کرا کے مصائب میں مبتلا کر دیا گیا۔

جی ہاں!

ہم جانتے ہیں۔

- تاکہ کوئی بھی مؤمن کرۂ ارض پر اور خاص کر مردم خیز افغانستان پر نہ رہے تاکہ جابر اور ظالم کے خلاف آواز حق نہ اٹھایا جا سکے۔

تاکہ اسلامی ممالک کے نڈر اور بے باک سپاہیوں کو "اپنی طاغوتی ناچیز قوت سے" اتنا ڈرا سکے کہ اُن میں احساسِ مزاحمت بھی ختم ہو جائے۔

- تاکہ اسلامی ممالک کے رہنے والوں کو بھوک، پیاس، سردی اور گرمی کی تباہ کن تکالیف سے دوچار کیا جائے تاکہ اُن کے رہنے والوں کا سر خود بخود جھک جائے۔
- تاکہ والدین کو بچوں سے اور بچوں کو والدین سے محروم کیا جائے، عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیا جائے تاکہ مسلمان نسل ختم ہو جائے۔
- تاکہ انہیں ایسے حالات سے دوچار کیا جائے کہ وہ صرف اپنے کنبے کی حفاظت کی فکر میں رہیں اور ترقی سے دور رہیں تاکہ وہ رزقِ حلال سے محروم ہو جائیں اور قسما قسم بیماریوں کا سامنا کریں تاکہ اُن میں مقابلہ کرنے کی جرأت اور طاقت نہ ہو۔

آخر:

- تاکہ وہ کئی بحرانوں کا شکار ہو جائیں کہ زندگی بھر آسودہ رہنے کو بھول جائیں اس لئے اُن کو اتنا بے بس کر دیا جائے کہ طاغوتی طاقت کے خلاف سر نہ اٹھا سکیں۔ اور ان کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جاتے۔

(باقی صفحہ ۵۱ پر)

اخبار جہاد

صوبہ کندز میں مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں

دشمن کا ایک ٹینک، دو موٹر لاری نذر آتش، ۱۲ کابل روسی فوجی ہلاک،

محاذ جنگ سے موصولہ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور مجاہدوں نے نومبر کے آخری ہفتے کے دوران کمانڈر جناب محمد عارف خان کی زیر قیادت کندز شیر خان بندر کے شاہراہ پر دشمن پر حملہ کرکے انہیں بھاری جانی ومالی نقصان پہنچایا۔ بتایا گیا ہے کہ اس حملے کے نتیجے میں ایک ٹینک دو موٹر گاڑیاں نذر آتش کر دیئے گئے ہیں ۔جب کہ ۱۲ ر کابل روسی فوجی بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ایک فوجی افسر سمیت سات فوجی زندہ گرفتار کر لیے گئے۔

ہرات میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران ایک فوجی کمانڈر ہلاک

۲۳ کٹھ پتلی فوجی گرفتار، چار مجاہد شہید اور سترہ زخمی ہو گئے

۵ ر دسمبر۔ افغانستان کے مغربی صوبے ہرات میں نومبر کے دوسرے پندرھواڑے چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران تین حفاظتی چوکیاں تباہ کر دی گئیں۔ ان حملوں میں ایک فوجی کمانڈر وکیل شاہ پور سمیت بارہ فوجی ہلاک اور تیئیس گرفتار کر لئے گئے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے ۲۳ نومبر کو سرحدی قصبے اسلام قلعہ کے نزدیک باباجی کے مقام پر فوجی دستے پر حملہ کیا اس کارروائی میں راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک تباہ اور عملہ ہلاک ہو گیا۔ اسی روز چاکاؤ فرجائی کے علاقوں میں مجاہدین نے تین حفاظتی چوکیوں کا صفایا کر دیا جہاں پر متعین فوجی مزاحمت کئے بغیر فرار ہو گئے۔ ان چوکیوں سے بھاری تعداد میں اسلحہ اور گولہ بارود برآمد کر لیا گیا۔ ہرات کے سب ڈویژنل قصبے غوریان میں مجاہدین نے ۲۴ ر نومبر کی صبح ایک فوجی کیمپ کو نشانہ بنایا۔ یہاں خونریز جھڑپ کے دوران کیمپ کمانڈر وکیل شاہ پور اور اس کے نو فوجی ہلاک ہو گئے جبکہ متعدد کابل فوجی زخمی اور فرار بتائے گئے ہیں۔ ہرات سے ایرانی سرحد کی جانب ایک اور قصبے زندہ جان میں مجاہدین نے ۱۲ ر نومبر کو بیک وقت چھ حفاظتی چوکیوں پر یلغار کر کے وہاں پر متعین کٹھ پتلی دستوں کو مار بھگایا۔ اس معرکے میں تیئیس فوجی گرفتار کر لیے گئے تاہم فرار ہونے والے فوجیوں کی فائرنگ سے چار مجاہد شہید اور سترہ زخمی ہو گئے۔

وادی کنڑ میں ایک روسی ہیلی کاپٹر تباہ

افغانستان کی وادی کنڑ میں جہاں روسی دستوں نے گذشتہ دنوں دیہی آبادیوں پر زبردست گولہ باری کی ہے مجاہدین نے ۲۸ ر نومبر کو ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی کے حضرت ابوعبیدہ فرنٹ کے مجاہدین نے کمانڈر ڈاکٹر صادق کی قیادت میں بارد گی کے روسی فوجی مرکز سے پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹر

اداریہ

ہمارے مجاہد عوام نے اپنی بے مثال جرأت و شجاعت کا ثبوت دیا

افغانستان پر براہ راست روسی سرخ فوج کی مداخلت کا آٹھ سال مکمل ہو گئے روسی سامراج پیٹر اعظم کے عہد سلطنت سے لے کر ۱۹۷۳ء یعنی ظاہر شاہ کے دور اقتدار کے آخری لمحات تک اس امید کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ کب انہیں افغانستان میں کمیونسٹ نظام نافذ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ۱۹۷۳ء میں کریملن کے ارباب اقتدار ظاہر شاہ کو ہٹانے اور اُن کی جگہ سردار داؤد کو لانے میں کامیاب ہو گئے۔ روسیوں نے داؤد سے اپنی مرضی کا اور توقعات کا فائدہ نہ اٹھا سکے۔ داؤد نے بھی روسیوں کی مدد اور تعاون کا دامن اس لئے چھوڑنا چاہا کہ افغانستان میں کمیونسٹ نظام کا نفاذ اور عملی کرنا ہرگز ممکن نہیں روس کے ارباب اختیار اور داؤد کے درمیان اس کش مکش کے نتیجے میں داؤد اپنے خاندان کے سبھی افراد سمیت جو کابل میں موجود تھے قتل کر دیا گیا اور ان کی جگہ نور محمد ترکئی کو لایا گیا۔ جب اس سے بھی کچھ نہ بنا تو روسیوں نے ترہ کئی کو اس کے وفادار شاگرد حفیظ اللہ امین کی وساطت سے مروا دیا۔ یہ سلسلہ ۱۹۷۸ء تک جاری رہا اور بشری حقوق کے نام نہاد علمبردار روس نے افغانستان کے نہتے اور آزاد منش مسلمان قوم کی ہمسائیگی کا حق، قتل ظلم و بربریت اور فوجی یلغار کی شکل میں ادا کیا۔ لیکن اس پر بھی جب اس کی پیاس نہ بجھی تو صلح و دوستی کے امن جھوٹے دعویداروں نے بالآخر ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کے درمیانی شب اس امید پر کہ ایک سال کی مدت میں وہ افغانستان میں اپنا قدم جما کر وہاں کے نہتے اور جنگی فنون سے ناواقف مسلمان عوام کو اپنی کمیونسٹی نظریات کا نشانہ بنا کر اپنی مرضی کے مطابق ایک کمیونسٹ حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اپنی ایک لاکھ پندرہ ہزار فوج کو جو ماڈرن اور جدید ترین اسلحہ سے لیس تھی افغانستان پر چڑھا دی۔ روس جیسی سپر طاقت نے ایک مسلمان، غیر جانبدار، غریب، پسماندہ اور اپنے ہمسایہ چھوٹے ملک افغانستان پر حملہ کر کے تمام بین الاقوامی، سیاسی، اخلاقی ضابطوں اور

کو میزائل سے نشانہ بنایا۔ میزائل کا نشانہ لگتے ہی روسی ہیلی کاپٹر سرکانی قصبے کے نزدیک گر کر تباہ ہو گیا تاہم اس کے پائلٹ اور عملے کے بارے علم نہیں ہو سکا۔

صوبہ فاریاب میں روسی بمباری سے پچاس شہری شہید، بمباری کے دوران حکمران جماعت کا دفتر بھی نشانہ بن گیا

افغانستان کے صوبے فاریاب کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ روسی طیاروں نے ۲۷ر نومبر کو صوبائی صدر مقام میمنہ کے جنوب میں خیابان' ہرات کی دیہی آبادیوں پر اندھا دھند بمباری کی جس کے نتیجے میں پچاس نہتے شہری شہید اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ بمباری سے خیابان، ہرات قصبے میں واقع حکمران جماعت کا دفتر ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ جہاں بارہ سرکاری عہدے دار ہلاک بتائے گئے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں کے نام محمد امین، غلام نبی خان اور ابراہیم ہزارہ معلوم ہو سکے ہیں۔ روسی بمباری سے ایک روز قبل مجاہدین نے میمنہ شہر کے مضافاتی علاقوں وزیر آباد، تاتار خان، بی بی آمنہ اور گلشن کی حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا۔ کمانڈر یار محمد خان کی قیادت میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین کی کارروائی کے دوران بھاری اسلحہ و گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا۔ تاہم جانی نقصان کی تفصیل نہیں بتائی گئی۔ ایک اور اطلاع کے مطابق شیرین تگاب کے فوجی ہیڈ کوارٹر میں متعین چوہتر افغان فوجی اپنے کمانڈر رسول بیگ سمیت مجاہدین سے آملے ہیں۔ افغان فوجی ایک ٹرک میں ایک مشین گن اور اسلحہ بھی ساتھ لائے ہیں۔

صوبہ بلخ میں سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر پر حملہ، چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی، دو مجاہد شہید ہو گئے

روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے بلخ میں جمعیت اسلامی افغانستان اور حرکت اسلامی کے مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر مزار شریف سے شمال مغرب میں سب ڈویژنل قصبے دولت آباد پر راکٹ برسائے۔ ۱۰ر دسمبر کی اس کارروائی میں دولت آباد قصبے کی ایک حفاظتی چوکی تباہ ہو گئی جس کے اسلحے اور گولہ بارود پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ اس معرکے میں چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور دو مجاہد شہید ہو گئے۔

صوبہ بدخشان میں اسماعیلی فرقے کی تحریک مزاحمت میں شمولیت

یکم دسمبر، روس، چین اور پاکستان سے ملنے والے افغانستان کے شمالی صوبے بدخشان میں اسماعیلی فرقے کے افراد تحریک مزاحمت میں شامل ہو گئے" ہیں جو مجاہدین کی حالیہ کارروائیوں کے دوران کٹھ پتلی انتظامیہ کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر روپوش ہو گئے تھے۔

جمعیت اسلامی افغانستان کی سیاسی کمیٹی کے ایک عہدے دار محمد داؤد میر نے جو صوبہ بدخشان میں پانچ ماہ قیام کے بعد واپس آئے ہیں ایجنسی افغان پریس کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا۔ کہ گذشتہ ماہ کران اور منجان کے فوجی مراکز پر قبضے کے بعد ان علاقوں میں آباد اسماعیلی فرقے کے لوگ بھاگ نکلے تھے۔ چند روز بعد جب اسماعیلیوں کو معلوم ہوا کہ مجاہدین کے ہاتھوں ان کے گھر بار، مویشی اور فصلیں محفوظ ہیں تو کٹھ پتلی انتظامیہ کے غلط پروپیگنڈے کا شکار اسماعیلی اپنے علاقوں میں واپس آگئے۔ مجاہدین کے حسن اخلاق اور برتاؤ سے متاثر اسماعیلی فرقے کے افراد اب مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ محمد داؤد میر نے صوبہ بدخشان میں گوریلا حملوں کی تفصیلات دیتے ہوئے کہا کہ یہاں جمعیت اسلامی کے کمانڈر احمد شاہ مسعود نے سپروائزری کونسل قائم کی ہے۔ جس کی زیر نگرانی مجاہدین نے نہرین اور کلفگان کے بعد کران اور منجان کے فوجی مراکز پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں میں انتیس کابل فوجی ہلاک اور چھ سو سولہ پکڑے گئے۔ جبکہ تین کمانڈروں سمیت سات مجاہد شہید ہوئے

افغان مجاہدین صرف روس سے مذاکرات کر سکتے ہیں، کٹھ پتلی انتظامیہ سے بات چیت شہداء کے خون سے غداری ہے، انجنیئر عبدالرحیم

جمعیت اسلامی افغانستان کے اسلام آباد

میں ترجمان انجنیئر عبدالرحیم نے کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے ناظم الامور قدرت اللہ احمدی کے اس بیان کو مضحکہ خیز قرار دیا ہے۔ جس کے مطابق مسٹر احمدی مجاہدین کی نمائندہ تنظیموں سے "قومی مصالحت" کے سلسلے میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔

انجنیئر عبدالرحیم نے کہا کہ مجاہدین کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے آقا روس کے ساتھ صرف اسی صورت میں مذاکرات کر سکتے ہیں۔ جب جارح روسی افغانستان سے اپنی فوج نکالنے پر آمادہ ہوں۔

انجنیئر عبدالرحیم نے کہا کہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے ناظم الامور اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ مجاہدین افغان عوام کے غداروں سے بات چیت کو شہداء کے خون سے بے وفائی سمجھتے ہیں اور اسی لئے مجاہدین ڈاکٹر نجیب کی مکارانہ پیش کش رد کر چکے ہیں انجنیئر عبدالرحیم نے کابل انتظامیہ کے ناظم الامور کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ خود کو شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار ثابت کرنے کی کوشش ترک کر دیں۔ کیونکہ ان کے سرپرست مسٹر گورباچوف افغانستان کو رستا ہوا زخم قرار دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

روسی علاقے سے فوجی دستوں کا
مجاہدین پر حملہ، بمباری کے دوران
آٹھ شہری شہید، متعدد مکانات تباہ ہوگئے

روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبے بادغیس کے علاقے غورماچ میں مجاہدین نے فوجی کاروائی ناکام بنا دی۔ جہاں روسی علاقے سے سرحد پار کر کے فوجی دستے مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اطلاعات کے مطابق بکتر بند روسی دستے نے ۱۲ نومبر کو سب ڈویژن غورماچ میں مجاہدین کے ٹھکانوں کا محاصرہ کر لیا تاہم دو دن کی شدید مزاحمت کے بعد روسی دستہ پسپا ہو گیا۔ اس معرکے میں ساٹھ روسی فوجی ہلاک و زخمی ہوگئے۔ جبکہ دو مجاہد شہید اور پندرہ زخمی بتائے گئے ہیں۔

کمانڈر سلطان محمد اخوندزادہ کی قیادت میں اپنے دفاع کے دوران مجاہدین کو بمباری کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے دیہی آبادیوں میں آٹھ شہری شہید اور متعدد مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے غورماچ قصبے میں خاد کے دفتر کو نشانہ بنایا جس سے خاد کا ایک اہلکار ہلاک ہوگیا۔

صوبہ ننگرہار میں پانچ حفاظتی چوکیاں
تباہ کر دی گئیں

افغانستان کے مشرقی صوبے ننگرہار میں مجاہدین نے پانچ حفاظتی چوکیاں تباہ کر دیں۔ جہاں سے بھاری مقدار میں اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق ۷ر دسمبر کو سرخ رود کے علاقے میں مجاہدین نے دن بھر چھاپہ مار کاروائیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ جن کے دوران جوابی حملوں میں نو مجاہد شہید اور چوبیس زخمی ہوگئے۔

اطلاعات میں تباہ ہونے والی حفاظتی چوکیوں میں متعین فوجی دستوں کے نقصانات کا ذکر نہیں کیا۔ ادھر وادی کنڑ میں جہاں سرحدی علاقے برکوٹ پر اندھا دھند بمباری سے گزشتہ ہفتے ڈیڑھ سو سے زائد افغان عورتیں اور بچے شہید ہوگئے تھے۔ روسی بمباروں نے صوبائی صدر مقام اسدآباد کے شمال مغرب کی طرف درہ پیچ کے علاقے کی دیہی آبادیوں کو نشانہ بنایا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ۱۱ر دسمبر کو بمباری کے نتیجے میں چالیس مکانات تباہ ہوگئے متاثرہ آبادیوں میں جانی اتلاف کا فوری طور پر اندازہ نہیں ہو سکا اس علاقے میں حزب اسلامی کے کمانڈر حاجی حمیداللہ نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ روسی طیارے رات گئے بمباری کرتے رہے۔

وادی لوگر میں روسی ہیلی کاپٹر
تباہ کر دیا گیا وسطی افغانستان میں
مجاہدین کا فوجی تنصیبات پر حملہ

۲۰ر نومبر (اثدالنس افغان) دارالحکومت کابل کے جنوب کی طرف وادی لوگر میں مجاہدین نے روسی ہیلی کاپٹر مار گرانے کے علاوہ ایک حفاظتی چوکی کا صفایا کر دیا جہاں بارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی ہیلی کاپٹر ۹ر نومبر کو خروار کے علاقے میں گرایا گیا جو طاؤس خیل کے مقام گر کر تباہ ہوگیا۔ حرکت انقلاب اسلامی کے کمانڈر مستو خان اور محمد دین کی قیادت میں اس کاروائی کے دوران مجاہدین نے ہیلی کاپٹر کے ملبے سے ایک مشین گن اور سامان رسد پر قبضہ کر لیا۔ اس روز حزب اسلامی کے مجاہدین نے برکی برک قصبے کے نزدیک کتب خیل کی حفاظتی چوکی

پر راکٹ برسائے۔ یہاں پر جانی نقصان کے ساتھ مجاہدین نے اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ کر حفاظتی چوکی کی عمارت نذر آتش کر دی۔ ادھر وسطی افغانستان کے صوبے غور میں حضرت خالد بن ولید فرنٹ سے تعلق رکھنے والے حزب اسلامی کے مجاہدین نے محمد انور کی قیادت میں صوبائی ہیڈکوارٹر چغچران میں فوجی تنصیبات کو میزائلوں سے نشانہ بنایا۔ نومبر کے دوسرے ہفتے مجاہدین کی کارروائی کے نتیجے تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد زخمی ہوا۔

صوبہ غزنی میں دس افغان شہری زندہ جلا دیئے گئے۔

۲۷ نومبر ڈاٹرلنس (افغان) افغانستان کے صوبے غزنی میں روسی دستے کی سفاکانہ کارروائی کے نتیجے میں افغان دیہاتی جاں بحق اور اڑتیس بری طرح جھلس گئے جو روسی فوجیوں کی زندگی سے بچنے کے لئے کاریز میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کو ملنے والی اطلاعات کے مطابق ۱۵ نومبر کی صبح خودکار ہتھیاروں سے مسلح روسی دستہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے گیرو نامی گاؤں میں اتارا گیا روسی فوجیوں کے آتے ہی گاؤں کے مکین قریب واقع کاریز میں چلے گئے روسی دستے نے گھروں کو لوٹنے کے بعد کاریز کا رخ کیا جہاں کاریز میں گیس کے گولے پھینک کر آگ لگا دی گئی۔ آتشزدگی سے کاریز میں پناہ لینے والے اڑتالیس نہتے دیہاتی بری طرح متاثر ہوئے جس میں دس زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر شہید ہو گئے جبکہ دیگر دیہاتیوں کو روسی دستے نے گرفتار کر لیا۔ آگ سے جلنے والے افراد نا معلوم مقام منتقل کئے گئے ہیں

ایک اور اطلاع کے مطابق ۱۳ نومبر کو ڈشتین کے مقام مجاہدین اور گشتی دستے کے تصادم میں تین روسی فوجی ہلاک اور ایک تربیت یافتہ کتا مارا گیا۔ ادھر راوی لوگر سے اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۲ نومبر کی رات برکی برک قصبے کے نزدیک حفاظتی چوکی پر شب خون مارا۔ جہاں آدھ گھنٹے تک مزاحمت کے دوران فوجی دستہ متعدد لاشیں اور زخمی سمیٹ کر بھاگ نکلا۔ مجاہدین نے فوجی دستے کا چھوڑا ہوا اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ کر حفاظتی چوکی کی عمارت تباہ کر دی۔

صوبہ بغلان میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی تباہ کر دی۔ جبری بھرتی کے لئے آنے والے دستے کے نو روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی

۱۸ نومبر ڈاٹرلنس (افغان) افغانستان کے شمالی صوبے بغلان کے صدر مقام میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی تباہ کرنے کے علاوہ جبری بھرتی کی مہم ناکام بنادی جس کے دوران نو روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور پانچ گرفتار کر لئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے ۷ نومبر کو بغلان شہر کے صنعتی علاقے میں حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ جہاں دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور تین گرفتار کر لئے گئے۔ مجاہدین نے دیگر فوجیوں کے فرار ہونے کے بعد اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ کر حفاظتی چوکی کی عمارت نذر آتش کر دی۔ اسی روز مجاہدین نے ایک اور چوکی کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ایک روسی فوجی ہلاک ہو گیا اطلاعات کے مطابق فوجی دستے نے ۵ نومبر کو بغلان شہر کے قریب شانکتو نامی گاؤں کا محاصرہ کیا جس کا مقصد جبری بھرتی کے سلسلے میں افغان نوجوانوں کی گرفتاریاں تھیں مجاہدین اس واقعے سے باخبر ہوتے ہی کمانڈر بشیر خان کی قیادت میں حملہ آور دستے پر ٹوٹ پڑے اور دو گھنٹے کی جدوجہد کے بعد روسی کٹھ پتلی فوجیوں کو مار بھگایا تاہم فرار ہونے والے پانچ فوجی اسلحے سمیت قابو آگئے

صوبہ فرح میں فوجی ہوائی اڈے پر حملہ۔ میزائلوں کے فائر سے رن وے پر کھڑے ایک ہیلی کاپٹر ایک مگ طیارہ تباہ ہوا

ایرانی سرحد سے ملنے والے افغان صوبے فراہ میں مجاہدین نے ۸ نومبر کی صبح صوبائی ہیڈکوارٹر کے فوجی ہوائی اڈے پر میزائلوں سے حملہ کیا اطلاعات کے مطابق میزائلوں کے فائر سے رن وے پر ایک ہیلی کاپٹر اور مگ طیارہ نشانہ بن گئے جنہیں دھماکے سے آگ لگ گئی۔ اس کارروائی میں دو روسی فوجی افسران سمیت آٹھ فوجی ہلاک ہو گئے ہیں تیز رفتار حملے کے دوران مجاہدین نے نقصان اٹھائے بغیر اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

کابل کے نواح میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں - سات روسی فوجی ہلاک - ایک ٹینک تباہ کر دیا گیا

افغان دارالحکومت کابل کے نواحی علاقوں میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران سات روسی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۹ دسمبر کو کابل کے علاقے شکر درہ میں گشتی فوجی دستے پر حملہ کیا۔ اس کاروائی کے دوران راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک تباہ اور اس کے عملے سمیت سات روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔ اسی روز کابل کے علاقے چاردیہہ میں خاد کا ایک اہلکار گرفتار کر لیا گیا۔ جو حفاظتی چوکی پر حملے کے بعد دیگر فوجیوں کے ساتھ فرار ہو رہا تھا۔ خاد کے اہلکار مرزا محمد خان کو بعد ازاں آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔

صوبہ فراہ میں فوجی کیمپ پر حملہ آٹھ روسی فوجی ہلاک و زخمی گیارہ گرفتار کر لئے گئے

ایرانی سرحد سے ملنے والے مغربی افغان صوبے فراہ میں مجاہدین نے ۵ دسمبر کی صبح صوبائی ہیڈ کوارٹر کے نزدیک ساؤ کے مقام فوجی کیمپ کو راکٹوں سے نشانہ بنایا۔ اچانک یلغار کے باعث روسی کٹھ پتلی فوجی مزاحمت نہ کر سکے اور تین لاشوں کے علاوہ پانچ زخمیوں کو لئے بھاگ نکلے فرار ہونے والوں میں گیارہ فوجی مجاہدین کے قابو آ گئے۔ جنہیں آزاد علاقے منتقل کر دیا گیا۔ اس کاروائی میں مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے

خوست کے محاذ پر فوجی کاروائیوں میں تعطل بیس افغان فوجی مجاہدین سے آملے۔

افغانستان کے صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ پر اڑتالیس گھنٹوں تک فوجی کاروائیاں معطل رہی جہاں خوست گریژن کے افغان کمانڈر نے کٹھ پتلی انتظامیہ کو دھمکی دے رکھی ہے کہ امداد نہ ملنے کی صورت میں وہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے معلوم ہوا ہے کہ اسی دھمکی کے پیش نظر کابل انتظامیہ نے مجاہدین کو فائر بندی کی پیشکش کی تھی۔ یاد رہے کہ مجاہدین کے سخت محاصرے کے نتیجے خوست چھاؤنی میں محصور دستوں کو زمینی راستوں سے امداد کی فراہمی انتہائی مشکل ہے ادھر مجاہدین کے ذرائع نے دعوی کیا ہے کہ ۱۳ دسمبر کی رات بیس افغان فوجی اسلحے سمیت مجاہدین سے آملے ہیں۔

صوبہ پکتیا میں ایک اور روسی ہیلی کاپٹر تباہ

افغان صوبے پکتیا کے جنگ زدہ علاقے خوست میں مجاہدین نے چوبیس گھنٹے کے وقفے سے ایک اور روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے۔ حزب اسلامی یونس خالص کے ذرائع نے محاذ جنگ سے ملنے والی اطلاعات کے حوالے سے بتایا ہے کہ روسی ہیلی کاپٹر ۱۳ دسمبر کو سٹے کنڈاؤ کے مجاہدین نے نشانہ بنایا ہے طیارہ شکن توپ کے فائر سے آگ لگ گئی روسی ہیلی کاپٹر گردیز ایئر پورٹ پر اترنے کی کوشش کے دوران راستے میں گر کر تباہ ہو گیا تاہم ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور دیگر عملہ پیرا شوٹ سے کودنے میں کامیاب ہو گئے یاد رہے کہ ایک روز قبل مجاہدین نے خوست چھاؤنی کے ایئر فیلڈ پر راکٹوں کی بوچھاڑ کر کے سامان رسد لانے والا ایک ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا تھا۔

صوبہ پروان میں چھاپہ مار کاروائیاں چوکی کمانڈر سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک - ایک ٹینک تباہ ہو گیا

کابل کے شمال کی طرف صوبہ پروان کے دارالحکومت چاریکار کے نزدیک مجاہدین نے حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے جہاں ایک کمانڈر شفیع خان سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور چار اسلحے کے ساتھ گرفتار کر لئے گئے۔ اطلاعات کے مطابق کمانڈر استاد فتح محمد خان کی قیادت میں مجاہدین نے ۲ دسمبر کو چاریکار کے نواح میں ایک حفاظتی چوکی پر یلغار کی جس کے دوران چوکی کا کمانڈر اور تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ جبکہ چار فوجی قابو گئے اسی روز صوفیان کے علاقے میں مجاہدین نے حفاظتی چوکیوں کو سامان رسد پہنچانے والے فوجی دستے کو گھیر لیا جسے ایک ٹینک سے محروم ہونا پڑا۔ ۳ دسمبر کو اسی علاقے میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی پر مارٹر برسائے جن کی زد میں آ کر پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

قندھار شہر کے نزدیک روسی مگ طیارہ تباہ خونریز جھڑپوں کے دوران روسی بمباری سے اٹھارہ مجاہد شہید ہوگئے

۱۳ دسمبر (اے ایل ایس افغان) قندھار شہر اور نواحی علاقوں میں مجاہدین اور فوجی دستوں کے درمیان خونریز جھڑپیں جاری ہیں جن کا حالیہ سلسلہ گذشتہ ماہ کے تیسرے ہفتے سے شروع ہوا تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ شہری چھاپہ مار مجاہدین کی بھاری جمعیت نے ۴ دسمبر کو قندھار کے مضافاتی علاقے ڈنڈ میں روسی فوجی مرکز پر یلغار کردی۔ یہاں دن بھر جاری رہنے والی لڑائی میں فوجی مرکز کی متعدد تنصیبات تباہ ہونے کے ساتھ پچاس سے زائد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے مجاہدین کو اس معرکے میں شدید مزاحمت اور روسی طیاروں کی بمباری کا سامنا کرنا پڑا جس سے اٹھارہ مجاہد شہید اور بارہ زخمی ہوگئے۔ بمباری کے دوران ایک مگ طیارہ مجاہدین کی بھاری مشین گنوں کا نشانہ بن گیا جس کا ملبہ ڈنڈ قصبے کے نزدیک بکھر گیا۔ طیارے کا روسی پائلٹ اور دیگر عملہ موقع پر ہلاک بتائے گئے ہیں۔ قندھار کے ایک اور مضافاتی علاقے محلہ جات میں جہاں مجاہدین نے فوجی کنٹرول سنٹر کا صفایا کردیا تھا ایک حفاظتی چوکی پر حملے میں چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے اطلاعات کے مطابق ۱۰ دسمبر کی اس کارروائی میں ایک مارٹر گن آٹھ کلاشنکوف رائفلیں اور ایک جیپ مجاہدین کے ہاتھ آئی۔

صوبہ ننگرہار میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی۔ خاد کے اعلیٰ افسر سمیت آٹھ فوجی ہلاک۔ تین مجاہدین سے آملے

افغانستان کے مشرقی صوبے ننگرہار میں مجاہدین نے گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک تباہ کردیا۔ جبکہ آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ ہلاک ہونے والوں میں خاد کا اعلیٰ اہلکار عبدالرحمٰن شامل ہے جو پاک افغان سرحد تورخم میں تعینات تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ ۷ دسمبر کی صبح مجاہدین نے شلمان کے علاقے میں فوجی دستے کو راکٹوں کا نشانہ بنایا کٹھ پتلی دستے کے تین فوجی اسلحے کے ساتھ مجاہدین آملے۔ جبکہ دیگر فوجی بھاگ نکلے۔

افغان صوبے بادغیس کے مجاہدین کی روسی علاقے میں چھاپہ مار کارروائیاں فوجی تنصیبات پر حملوں کے دوران اٹھائیس روسی فوجی ہلاک و زخمی

۲۵ نومبر (اے ایل ایس افغان) افغانستان کے شمال مغربی صوبے بادغیس میں مجاہدین نے سرحد پار کرکے روسی مقبوضہ ریاست ترکمانستان کے سرحدی قصبے تخته بازار کے نزدیک دو روز مسلسل فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا۔ ان کارروائیوں میں اٹھائیس روسی فوجی ہلاک و زخمی اور ایک ٹینک کے علاوہ تین بھاری گاڑیاں تباہ کردی گئیں ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کو تاخیر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق غور ماتح اور بالا مرغاب میں مجاہدین کے اس طرف گشتی فوجی دستے کے کیمپ پر راکٹ برسائے تیز رفتار حملے میں ایک ٹینک اور ایک فوجی گاڑی کا صفایا کرکے مجاہدین نقصان اٹھائے بغیر سرحد پار کرگئے۔ اگلے روز انہی مجاہدین نے دوبارہ روسی علاقے میں پیش قدمی کی جہاں حفاظتی دستے کے ساتھ تصادم میں روسی فوجیوں کو جانی نقصان کے ساتھ دو گاڑیوں سے محروم ہونا پڑا۔ بتایا گیا ہے کہ واپسی کے وقت مجاہدین کو روسی ہیلی کاپٹروں کی بمباری کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے ایک مجاہد شہید اور سات زخمی ہوگئے۔ اطلاعات کے مطابق بمباری کے باوجود مجاہدین صوبہ بادغیس میں اپنے ٹھکانوں تک پہنچ گئے۔

قندھار شہر میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں چودہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی بائیس گرفتار

۲۶ نومبر (اے ایل ایس افغان) قندھار شہر اور نواحی علاقوں میں مجاہدین نے نومبر کے تیسرے ہفتے چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران ایک بکتر بند گاڑی تباہ اور ایک پر قبضہ کرلیا۔ ان حملوں میں چودہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور بائیس اسلحے سمیت گرفتار کئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۷ نومبر کو قندھار کے مغرب کی سمت سب ڈویژن پنجوائی کے علاقے پاشمول میں ایک حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ یہاں پر تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور گیارہ فرار ہوتے وقت قابو آگئے۔ مجاہدین نے فوجی دستے کا چھوڑا ہوا اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ کر حفاظتی چوکی کی عمارت ڈائنامیٹ سے اڑا دی۔ قندھار شہر میں مجاہدین نے ایک ہی دن تین چھاپہ مار کارروائیوں میں گشتی فوجی دستوں اور حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا۔ بتایا گیا ہے

کہ قندھار شہر کے مضافاتی علاقے سرپوزہ میں مجاہدین نے حفاظتی چوکی پر یلغار کی۔ جہاں خونریز جھڑپ میں سات کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دیگر بھاگ نکلے۔ مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے اور امدادی دستے کی آمد سے قبل اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ شہری چھاپہ مار مجاہدین نے ۱۹ نومبر کو قندھار کے مشرقی علاقے دوراہا میں گشتی دستے کی ایک بکتر بند گاڑی کا صفایا کر دیا جبکہ چار کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ اسی روز شام کے وقت مجاہدین نے میوند کے علاقے میں اپنے ٹھکانوں کی طرف پیش قدمی کرنے والے فوجی دستے کی بکتر بند گاڑی پر قبضہ کر لیا جس کے ساتھ سات کابل فوجی بھی پکڑے گئے۔ چھاپہ مار حملوں کے دوران گرفتار ہونے والے کٹھ پتلی فوجی آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیئے گئے

جلال آباد شہر میں فوجی ٹرانسپورٹ ورکشاپ پر حملہ

افغانستان کے شہر جلال آباد میں مجاہدین نے فوجی ٹرانسپورٹ ورکشاپ پر راکٹوں سے حملہ کیا جس سے بیس ٹرک اور گاڑیاں تباہ ہو گئیں جبکہ ورکشاپ کی عمارت شدید متاثر ہوئی مجاہدین کے ذرائع نے چھاپہ مار کارروائی کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ مجاہدین نے ۳۰ نومبر کو فوجی ٹرانسپورٹ ورکشاپ پر راکٹ برسائے جہاں پر کھڑے ٹرکوں اور فوجی گاڑیوں کو آگ لگ گئی۔ تیز رفتار حملے کے دوران امدادی دستے کی آمد سے قبل مجاہدین اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ رپورٹ میں جانی نقصان کے بارے میں بتایا گیا انہی ذرائع نے افغان دارالحکومت کابل کے مشرق کی طرف سب ڈویژنل قصبے سروبی کے نزدیک حفاظتی چوکی پر مجاہدین کے حملے کی اطلاع دی ہے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۲۹ نومبر کو تنا بند کے مقام حفاظتی چوکیوں پر یلغار کی جس کے نتیجے میں بارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے۔ اس کارروائی میں راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک اور تین گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ حفاظتی چوکی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بن گئی

صوبہ تخار میں ایک روسی ہیلی کاپٹر تباہ بمباری کے دوران متعدد شہری زخمی۔ دس مکانات تباہ ہو گئے

روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبے تخار میں مجاہدین نے دیہی آبادیوں پر بمباری کرنے والا ایک ہیلی کاپٹر طیارہ شکن توپ سے مار گرایا۔ بتایا گیا ہے کہ روسی ہیلی کاپٹروں نے ۲۴ نومبر کو چاپ کے علاقے میں انتقامی بمباری کی جس سے متعدد افغان شہری زخمی اور دس مکانات تباہ ہو گئے۔ بمباری سے ایک روز قبل مجاہدین نے اسی علاقے میں صوبائی دارالحکومت کی طرف پیش قدمی کرنے والے فوجی قافلے پر حملہ کیا تھا۔ اس کارروائی میں چار لاشیں لئے فوجی دستہ بھاگ نکلا۔

سمنگان اور ننگرہار کے صوبوں میں چھاپہ مار کارروائیاں

شمالی افغان صوبے سمنگان سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۲ نومبر کو صوبائی ہیڈکوارٹر کے نزدیک آقا کمک کے مقام حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ آدھ گھنٹے تک جاری رہنے والی اس کارروائی میں چار روسی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ جبکہ مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے راکٹوں کے فائر سے حفاظتی چوکی کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ ادھر ننگرہار صوبے میں ظفر فرنٹ کے مجاہدین نے جلال آباد کے جنوب مشرق کی طرف نازیان کے علاقے میں سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر غنی خیل کی فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا۔ ۳ دسمبر کی صبح کمانڈر کرنل میر رحمت شاہ کی قیادت میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی کے نتیجے ایک ٹینک اور تین پختہ مورچے تباہ ہو گئے اطلاعات میں جانی نقصان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

غزنی اور وردک کے صوبوں میں چھاپہ مار کارروائیاں

صوبہ غزنی سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق کابل قندھار شاہراہ پر واقع سب ڈویژنل قصبے مقر کے نزدیک مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے گشتی فوجی دستے کی ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہو گئی۔ ۲۲ نومبر کی اس کارروائی میں بکتر بند گاڑی کے عملے کے دو فوجی ہلاک اور دیگر زخمی ہو گئے۔ ادھر کابل کے مغرب میں صوبہ وردک کے علاقے جیک میں مجاہدین نے ایک فوجی قافلے پر راکٹ برسائے ۹ نومبر کی صبح تیز رفتار حملے کے دوران راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک ناکارہ اور اس کا عملہ مارا گیا۔

وادی کنڑ میں فوجی دستوں کی گولہ باری سے درجنوں مکانات تباہ

افغانستان کی وادی کنڑ میں فوجی دستوں کی اندھا دھند گولہ باری سے

درجنوں مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے مجاہدین کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ گولہ باری سے وادی کے صدر مقام اسد آباد کے علاوہ اسمار، سرکانی اور نرنگ کے مسلمانوں کے دیہی آبادیاں متاثر ہوئی ہیں جہاں جانی نقصان کا فوری اندازہ نہیں ہوسکا اطلاعات کے مطابق روسی کٹھ پتلی دستوں نے نومبر کے تیسرے ہفتے میں متاثرہ علاقوں کو نشانہ بنایا۔ کابل ریڈیو نے بھی وادی کنڑ میں خونریز جھڑپوں کی تصدیق کرتے ہوئے گولہ باری کا اعتراف کیا ہے۔ دریں اثنا افغانستان کے مشرقی صوبے ننگرہار میں حرکت انقلاب اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر میاں جان پہلوان کی قیادت میں لنڈی خیمہ کے مقام حفاظتی چوکیوں پر یلغار کی جس کے دوران چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور جوابی فائرنگ سے دس مجاہد زخمی ہوئے۔ اس کارروائی میں بھاری اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

صوبہ فرح میں چھاپہ مار کارروائیاں

ایک ٹینک تباہ پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے

ایرانی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے مغربی صوبے فرح میں مجاہدین نے چھاپہ مار کارروائیوں میں ایک ٹینک تباہ کر دیا جبکہ پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک بتلائے گئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۹ر نومبر کو صوبائی ہیڈکوارٹر سے شمال مشرق میں سب ڈویژن بالا بلوک کے علاقے شرخ کلی میں حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ حفاظتی چوکی میں متعین دو کابل فوجی غلام صدیق اور داد محمد خان موقع پر ہلاک ہوگئے تاہم مجاہدین جوابی فائرنگ میں محفوظ رہے اسی روز بالا بلوک قصبے کے نزدیک یک برج کے مقام مجاہدین نے گشتی فوجی دستے پر راکٹ برسائے۔ اس کارروائی میں ایک ٹینک تباہ اس کا عملہ ہلاک ہوگیا۔ مجاہدین امدادی دستے کی آمد سے قبل آزاد علاقے کی طرف نکل گئے

صوبہ زابل میں روسی فوج کی ایک اور سفاکانہ کارروائی۔ تین نہتے افغان شہری ہیلی کاپٹر سے نیچے گرا دیئے گئے

صوبہ غزنی سے ساتھ قابض روسی حکام نے صوبہ زابل میں درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین نہتے شہریوں کا نشانہ بنایا ہے جو فضا میں ہیلی کاپٹر سے نیچے گرا دیئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اس واقعے کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ تین افغان شہری گاڑی میں سوار ۱۷ر نومبر کو صوبہ زابل ہیڈکوارٹر قلات غلزئی کے مشرق کی سمت سب ڈویژنل قصبے شملزائی جا رہے تھے کہ ایک ہیلی کاپٹر میں روسی فوجیوں نے گاڑی کا تعاقب کیا۔ روسیوں نے درخت عیسیٰ کے مقام نہتے شہریوں کو جا لیا اور انہیں گرفتار کرکے ہیلی کاپٹر میں دھکیل دیا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلندی پر پہنچا تو روسی فوجیوں نے نہتے شہریوں کو نیچے گرا دیا جو موقع پر شہید ہوگئے۔ یاد رہے کہ دو روز قبل روسی دستے نے بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صوبہ غزنی کے ایک گاؤں گیرو میں کیمیائی گیس کے گولے پھینک کر ایک کاریز کو آگ لگا دی جہاں پناہ لینے والے دس افغان دیہاتی زندہ جل گئے تھے۔ صوبہ زابل سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق ظریف ماندہ کے علاقے میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی کا صفایا کر دیا جہاں گیارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور پانچ گرفتار کرلئے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ راکٹوں سے مسلح مجاہدین نے ۱۴ر نومبر کو حفاظتی چوکی پر یلغار کی جس کے دوران ایک جیپ پر قبضہ کرلیا گیا۔ مجاہدین نے اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ کر حفاظتی چوکی تباہ کر دی اور گرفتار فوجیوں کے ساتھ آزاد علاقے کی طرف نکل گئے ترجمان نے بتایا ہے کہ آزاد علاقے کی عدالت نے انہیں شوٹ کرنے کا حکم دیا ہے۔

صوبہ جوزجان میں ٹبالین ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کا قبضہ دو سو کابل

کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی نو مجاہد شہید ہوگئے

روسی سرحد سے ملنے والے صوبہ جوزجان میں افغان مجاہدین نے سنگ چہارم کے بٹالین ہیڈکوارٹر پر قبضہ کرلیا ہے جو گزشتہ ایک برس سے محاصرے میں تھا۔ جمعیت اسلامی کے ذرائع نے بتایا ہے کہ صوبہ جوزجان کے صدر مقام شبرغان سے جنوب مشرق کی سمت پہاڑی علاقے میں واقع سنگ چہارم کے بٹالین ہیڈکوارٹر پر مجاہدین نے ۷ر نومبر کو حملہ کیا۔ اس حملے کی قیادت بلخ کے کمانڈر محمد عالم خان کر رہے تھے جو شولگرہ کے آزاد علاقے سے تین سو مجاہدین کی کمک لیکر آئے تھے

قافلۂ شہدا

شہید قطب الدین

جناب معین الدین کے جوانسال فرزند شہید قطب الدین ۱۹۶۶ء میں صوبے کابل کے دہ یحیےٰ نامی گاؤں کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابھی وہ نویں جماعت کے طالب علم ہی تھے کہ افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا۔ افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔ مسلمان عوام کو کفر و الحاد کی زنجیروں میں جکڑا جانے لگا۔ تو اس نوجوان مجاہد نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں ان کے حصے میں آئی۔ آخر کار ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء تاریخ کے ایک خونین معرکے میں وہ بے جگری سے لڑتے ہوئے کام آئے اور اس طرح اپنے خالق حقیقی کو پیارے ہو گئے۔

شہید صوفی عطاجان

شہید صوفی عطاجان ۱۹۳۱ء میں صوبے پروان سب ڈویژن غوربند کے رذرغر نامی گاؤں کے ایک متقی اور پرہیزگار گھرانے میں پیدا ہوئے جونہی افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور آیا تو انہوں نے کاروبار زندگی سے منہ موڑا اور جہاد کو ترجیح دی۔ بندوق اُٹھائی اور میدانِ جہاد میں کود پڑے کئی معرکوں میں انہوں نے شرکت کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا آخر کار (۲۵ مارچ ۱۹۸۶ء) کو جب وہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے دین اور وطن کے دشمنوں نے اُن پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا۔

شہید عبدالجبار

لوز گلدی کے جواں سال فرزند شہید عبدالجبار نے ۱۹۵۴ء میں بوزارق نامی گاؤں کے ایک شریف، علم دوست مگر غریب گھرانے میں آنکھ کھولی وہ جناب ایک نیک سیرت مجاہد تھے جب کبھی اور جہاں کہیں ان کی ضرورت پڑتی وہ سر بکف کھڑے تھے۔ کئی معرکوں میں حصہ لے کر دشمن کا مقابلہ کیا اور R.P.G والے راکٹ چلانے کے ماہر تھے۔ ایک طویل عرصے

تک وہ دشمن کے لیئے قہر سامان بنے رہے۔ آخر کار دشمن نے ان پر گھات لگا کر انہیں اپنی گولی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔

شہید استاد عبدالاحد

جناب عبدالرحیم کے جوان سال صاحبزادے شہید عبدالاحد صوبے بلخ کے شولگرہ نامی علاقے کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ جب افغانستان میں روسی سرخ انقلاب آیا اور ہر طرف کفر و الحاد کے کالے بادل چھانے لگے۔ تو انہوں دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور بندوق کندھے پر اٹھا کر میدانِ جہاد میں کود پڑے تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر اپنی جمعیت اسلامی افغانستان کی مجاہد ٹیم کے کمانڈر بن گئے وہ مارٹر گن توپ چلانے کے ماہر تھے۔ کئی معرکوں میں انہوں نے دشمن سے بھاری اسلحہ چھینا، کئی ایک روسی اور کابل انتظامیہ کے فوجیوں کو جہنم واصل کیا۔ آخر کار ۲۵ سال کی عمر میں ایک خونریز لڑائی کے دوران کام آئے اور اسطرح وہ شہیدوں کے قافلوں میں شامل ہو گئے۔

شہید صوفی محمد سخی

شہید محمد سخی ولد عبدالرؤف ۱۹۴۶ء میں صوبے پروان کے غوربند نامی علاقے کے ایک دیندار گھرانے میں متولد ہوئے۔ وہ ایک خوش خلق اور ملنسار انسان تھے جذبۂ جہاد اور ایثار ان کی رگ رگ میں سمایا تھا جونہی روس نواز افغان کمیونسٹوں نے اقتدار سنبھالا اور افغان عوام کو ظلم و بربریت کا شکار بنانے لگے تو اس مرد مجاہد نے اس عزم کے ساتھ بندوق اٹھائی تاکہ سر کٹوا کر شہید بنے یا پھر دشمن کو نیست و نابود کر کے غازی کہلوائے خداوند تعالیٰ نے ان کی ان دونوں آرزوؤں کو پورا کر دیئے کئی معرکوں میں غازی بنے اور آخر کار اپنے ایک ہم رزم مجاہد بھائی عطا جان کے ساتھ جبکہ وہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے دشمن کے حملے کی زد میں آکر شہید ہو گئے۔

بقیہ: ہماری قوم اسلامی

لیکن جن لوگوں نے اُن کی آزادی غصب کی ہے۔ اُن کے گھروں پر بم برسائے ہیں۔ اُن کی اسلامی اور ملی تشخص کو مٹانے کی ناکام کوشش کی ہے بہانے سے سامنے، قیدیوں کی رہائی، قومی مصالحت، جنگ بندی وغیرہ سازشوں کی کوئی حیثیت نہیں۔

اور بطور عموم افغان عوام اور بطور خصوصی اُن کی قوم کے نوجوانوں نے یہ تہیہ کر رکھا ہے:

اُن کا جہاد اسلامی حکومت کے قیام اور بعد میں آزادی ملل اسلامیہ تک جاری رہے گا۔

اُن کا اسلامی جہاد ظلم اور بربریت کے خلاف شروع کر دیا گیا ہے اور اسی وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک ظلم اور بربریت کا خاتمہ ہو جائے لہٰذا جنگ بندی، قیدیوں کی رہائی اور قومی مصالحت کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا

اسلام اور کمیونزم کا اتحاد ناممکن ہے اور ایک اسلامی حکومت کے حلقے میں دو مختلف العقیدہ نظریوں کا اجتماع اسلامی اصولوں کے سراسر منافی ہے۔ ہم اُسے نامنظور کرتے ہیں۔

چونکہ جہاد ایک جاری فریضہ ہے لہٰذا ہماری قوم آخر دم تک غیر مسلموں لڑتی رہے گی۔ روس کا کوئی بھی حربہ ہمارے جہاد کو نہیں روک سکے گا

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا ، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہوکر پریشانی اور غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اِسلامی کا احیاء ۔

اصولوں کو پاؤں تلے روند کر دنیا کے دیگر چھوٹے ملکوں کی آزادی، خود مختاری اور غیر جانبدار حیثیت کو خطرے میں ڈال دیا۔ لیکن افغان مجاہدین نے اسلامی جہاد کے ذریعے چھوٹے ملکوں کے اقوام میں نئی روح پھونک دی

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

افغان جہاد کے شروع ہونے سے پہلے عہد حاضر کے تمام مورخین اس حقیقت کے معتقد تھے کہ کسی سپر پاور کے خلاف کامیابی ناممکن ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے افغان مجاہدین نے اس ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے اور بیسویں صدی کے سرخ سامراج کے فوجی طلسم کو پاش پاش کر دیا۔ باوجود اس کے کہ چیکوسلواکیہ اور ہنگری آبادی کے لحاظ سے افغانستان سے کم نہ تھے۔ لیکن ان دونوں ملکوں کے قوم پرستوں نے تھوڑی ہی مدت میں اگرچہ روسی قبضہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ لیکن جدید ترین اسلحہ سے لیس ہونے کے باوجود انہوں نے چند ماہ کے اندر روسی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

لیکن افغان مجاہدین نے اس کے بالکل برعکس روسیوں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیئے ہیں۔ یہ افغان مجاہدین کی ہمت، جرأت، عظمت، شہامت اور شجاعت کا نتیجہ ہے کہ آج روسی رہنما گورباچوف کی طرف سے روسی افواج کی واپسی کے اشارے مل رہے ہیں۔ افغان غیور مجاہدین کی قوتِ جہادی نے مورخین کے اس بیان کو غلط ثابت کر دیا کہ گویا سپر طاقتوں کے خلاف کامیابی ناممکن ہے۔ ایمانی جذبے سے معمور ہمارے جیالے مجاہدوں نے ایک سپر پاور کے ناقابلِ تسخیر ہونے کے زعم کو پاش پاش کر دیا۔ جس وقت ہمارے مجاہد عوام نے روسی غاصب فوجیوں اور ان کے افغانی النسل ایجنٹوں کے خلاف مسلح مزاحمت کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت ہمارے لئے کسی بھی قسم کے امکانات موجود نہ تھے۔ کیونکہ نہ تو سٹینگر میزائل میسر تھے اور نہ ہی دوسری قسم کا اسلحہ، محض اللہ ج کا نام لے کر

اندرون افغانستان ایک مورچہ میں ایک نوخیز مجاہد کی مرہم پٹی کی جا رہی ہے

ایمانی جرأت کی راہ میں پہاڑ بھی روکاوٹ نہیں بن سکتے

دین کی سربلندی، اعلائے کلمۃ اللہ اور مادر وطن کی آزادی اور خود مختاری کی خاطر جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز کیا تھا۔ اب تو اللہؒ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کسی قسم کے اسلحہ کی کمی نہیں، اس لئے جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی فوجی موجود ہو ہمارا جہاد جاری رہے گا۔

روس نے افغانستان پہ اپنے جارحانہ قبضے کو مستحکم کرنے کے لئے ایک سپر طاقت کی حیثیت سے اپنا زور بازو اور ہتھیار صرف کیا۔ فوجوں، توپوں، ٹینکوں، لڑاکا طیاروں، میزائلوں، زہریلی گیس اور نیپام بموں تک کے استعمال پہ افغانستان کے غیور، حریت پسند مسلمانوں کو زیر کرنے کی کوشش کی۔ ہماری بستیوں کو جلا ڈالا، کھیتوں کو داغ کیا ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں بے گناہ افراد کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ لیکن ہمارے مجاہد عوام نے نہایت پختہ عزم اور حوصلہ مندی سے یہ سب کچھ برداشت کیا۔ نہایت پامردی اور ایمانداری کے ساتھ اپنی بے مثال جرأت و شجاعت کا ثبوت دیا۔

روس کی پرانی خواہش تھی کہ وہ گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس خواہش کی تکمیل میں وسط ایشیاء کی مسلمان ریاستوں کو ہڑپ کیا۔ لیکن ہمارے غیور اور کفر شکن مجاہدوں نے روس کے اس منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور انہیں ان آٹھ سالوں کی مسلسل جدوجہد اور مختلف ہتھکنڈوں کے استعمال کے باوجود بحیرۂ عرب کی طرف ایک قدم بھی پیش قدمی نہ ہونے دیا۔ اور انشاء اللہ آئندہ کبھی بھی ان کے یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوں گے۔

ہم بطور مجموعی ان ملکوں کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے ہماری اخلاقی اور مالی امداد کی ہے اور بطور خاص ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت، جماعت اسلامی پاکستان اور پاکستانی مسلمان عوام کا تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہر کٹھن اور آڑے وقت میں کسی قسم کی ہمدردی اور امداد و معاونت سے دریغ نہیں کیا بلکہ پاکستانی انصار بھائی ہر مرحلے پہ ہمارا ساتھ دیتے رہے۔

فرمانِ الٰہیؒ

کونین کا روشن چراغ

اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔ بشارت دے ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے

(الاحزاب)

تشریح:

نبی کو گواہ بنانے کا مفہوم اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ جس میں تین قسم کی شہادتیں شامل ہیں۔

ایک قولی شہادت یعنی یہ کہ اللہ کا دین جن حقائق اور اصولوں پر مبنی ہے۔ نبی ان کی صداقت کا گواہ بن کر کھڑا ہو اور دنیا سے صاف صاف کہہ دے کہ وہی حق ہیں اور ان کے خلاف جو کچھ ہے باطل ہے۔

دوسرے عملی شہادت یعنی یہ کہ نبی اپنی پوری زندگی میں اس مسلک کا عملاً مظاہرہ کرے جسے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے وہ اٹھا ہے۔

تیسرے اخروی شہادت یعنی آخرت میں جب اللہ کی عدالت قائم ہو اس وقت نبی اس امر کی شہادت دے کہ جو پیغام اس کے سپرد کیا گیا تھا وہ اس نے بے کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیا اور ان کے سامنے اپنے قول اور عمل سے حق واضح کر دینے میں اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔

بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ یہاں اس فرق کو ملحوظ رکھیئے کہ کسی شخص کا بطور خود ایمان و عمل صالح پر اچھے انجام کی بشارت دینا اور کفر و بدعملی پر بُرے انجام سے ڈرانا اور بات ہے اور کسی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبشر و نذیر بنا کر بھیجا جانا بالکل ہی ایک دوسری بات۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس منصب پر مامور ہو وہ تو اپنی بشارت اور اپنے انذار کے پیچھے لازماً ایک اقتدار رکھتا ہے جس کی بنا پر اس کی بشارتوں اور اس کی تنبیہوں کو قانونی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

دعوت دینے والا۔ یہاں بھی ایک عام مبلغ کی تبلیغ اور نبی کی تبلیغ کے درمیان وہی فرق ہے۔ جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ دعوت الی اللہ تو ہر شخص دیتا ہے اور دے سکتا ہے۔ مگر وہ اللہ کی طرف سے اس کام پر مامور نہیں ہوتا۔

اس کے برعکس نبی اللہ کے اذن سے دعوت دینے اٹھتا ہے۔ اس کی دعوت نری تبلیغ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے پیچھے بھی اس کے بھیجنے والے رب العالمین کی فرمانروائی کا زور ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ

کسبِ حلال

حضرت رافع ابنِ مدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسولؐ سب سے اچھی کمائی کون سی ہے آپؐ نے فرمایا۔ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام لینا اور وہ تجارت جس میں تاجر بے ایمانی اور جھوٹ سے کام نہیں لیتا۔

(مشکوٰۃ شریف)

تشریح

آدمی کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس کے بغیر جسم و جان کا رشتہ قائم نہیں رکھا جاسکتا۔ انسانی زندگی کے قیام و بقا کے لئے بنیادی ضرورتوں کی فراہمی ایک لازمی امر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بنیادی انسانی ضرورت کی فراہمی کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے اور حصول رزق کے جو طریقے بھی ہو سکتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا اور اچھا طریقہ کون سا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک میں اسی بات کا جواب دیا گیا ہے اور یہ جواب دو اجزاء پر مشتمل ہے یعنی اس میں ذریعۂ معاش کے دو بہترین طریقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ان میں پہلا طریقہ دست کاری و مزدوری ہے اور دوسرا طریقہ دیانتدارانہ تجارت ہے۔ دنیا کے مختلف معاشرے خواہ وہ انسانی غور و فکر کی تخلیق ہوں یا مختلف مذاہب کے تعمیر کردہ نظام ہوں اس سوال کا جواب دینے پر مجبور ہیں کہ انسان حصول رزق کے لئے کیا کرے اور کیسے کرے۔

لیکن جس طرح انسانی غور و فکر اپنے ذاتی مفاد کے دائرے میں مقید ہے اسی طرح انسانوں کے بنائے ہوئے نظام بھی مفاد پرستی کی چہار دیواری میں گرفتار رہے ہیں اسی لئے دنیا کے کسی نظام کو بھی اٹھا کر دیکھ لیا جائے وہاں سب سے نمایاں جو چیز بھی ملے گی وہ یہ ہے کہ ہر معاشرے کے سب سے بالاتر افراد حکام اور مذہبی پیشوا رہے ہیں اور حصول رزق کے سارے ذرائع انہی کے تصرف میں ہوتے ہیں۔ یورپ کی تھیا کریسی ہو یا ہندوستان کی برہمنیت جدید سرمایہ دارانہ نظام ہو یا اشتراکیت ان تمام نظاموں کے بظاہر دلکش نعروں کی زرتار نقابوں کو اتار کر دیکھئے۔ تو ایک ہی منظر نظر آئے گا اور وہ یہ ہے کہ کمائی کا سب سے اعلیٰ اور افضل مرتبہ یا سیاسی حاکمیت ہے چاہے اس کا نام پارٹی کی لیڈرشپ ہو یا کوئی انتظامی عہدہ داری۔ آپ چاہیں تو اسے جدید اصطلاحات میں افسری کہہ لیجئے یا قدیم اصطلاح میں اسے ہندی فلسفے کی ذات پات کی تقسیم کی صورت میں راجپوتیت کے نام سے موسوم کر لیجئے اور اگر سیاسی حاکمیت کے علاوہ حصولِ رزق کا کوئی اور اعزاز یافتہ ذریعہ ہو سکتا ہے تو وہ مذہبی پیشوائیت رہا ہے۔ چاہے اسے برہمنیت کہیں یا پاپائیت یا پھر جدید دور کی زبان میں آپ اسے دانشور، مفکر یا پارٹی کا دستور ساز طبقہ کہہ لیں۔ غرض کہ کمائی کے شعبوں میں کارکن، مزدور یا تاجر کہیں جا کے تیسرے اور چوتھے درجے کے لوگوں میں شمار ہوتے رہے ہیں۔ یہ تو اسلام ہی کی تعلیمات کا ایک ممتاز اور نمایاں وصف ہے کہ وہ انسانی برادری کو نہ طبقات میں تقسیم کرتی ہے اور نہ یہاں انسانوں کو مال و دولت کے ترازو پر تولا جاتا ہے نہ اسلام میں نسلی اعزاز کا باعث ہے نہ رنگ و زبان تفریق کا معیار ہیں بلکہ فضیلت کی بنیاد دیانتداری، اعلیٰ اخلاق اور خدا خوفی ہے اور حصول رزق کے ذرائع سب کے لئے کھلے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کی بہترین صورت ذاتی محنت

اور دیانتداری ہے۔ اسی لئے سب سے بہترین کمائی ہاتھ کی کمائی ہے۔ یعنی دستکاری اور محنت مزدوری۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے آج تک نہیں کھایا اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک نبی جو ظاہر ہے کہ نسلِ انسانی کے لئے اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ باعتبار اور سب میں ممتاز رہنما ہے اور جسے یہ اعزاز رہنمائی بارگاہِ الٰہی سے عطا ہوا ہے وہ دست کار ہے۔ لوہار کا کام کرتا ہے اور اس کا لوہار ہونا اس کی رسالت کے اعزاز میں کسی کوتاہی یا کمی کا سبب نہیں تو ظاہر ہے کہ محنت مزدوری اور دستکاری انسان کے لئے محض ایک ذریعہ حصولِ رزق ہے۔ کسی طبقاتی تقسیم کا پیمانہ نہیں کہ لوگوں کو ان کے پیشوں کے اعتبار سے ناپا جائے۔ اور پھر اس کے ذریعہ ان کے درجات اور مرتبے مقرر کئے جائیں۔ اسی طرح کمائی کا دوسرا بہترین اور آبرومندانہ طریقہ تجارت ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ حکیم انسانیت اور دانائے رموزِ کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ بصیرت تاب اس بات کی حقیقت سے پوری طرح آشنا ہے کہ تجارت کی منڈیاں اور بازار ہمیشہ تاجرانہ ہیر پھیر کا شکار رہے ہیں اور تجارت پیشہ افراد کی ایک خاص ذہنیت ہوتی ہے کہ ہر حال میں مفاد حاصل کیا جائے: گاہک کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھانا، ناپ تول میں کمی کرنا، برے مال کو اچھا بنا کر فروخت کرنا اور اسی قسم کے دوسرے ہتھکنڈے جس کے ذریعے روزمرہ مخلوقِ خدا کو دن دہاڑے لوٹا جاتا ہے۔

لہٰذا تجارت کو حصولِ رزق کا بہترین ذریعہ بنانے کے ساتھ اس بات کی تاکید اور شرط بھی عائد کر دی گئی کہ یہ طریقہ اپنانے والوں کو ہمیشہ یہ بات یاد رہنی چاہیئے کہ جو تجارت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں پسندیدہ ہے اور جسے کمائی کا بہترین ذریعہ شمار کیا جا رہا ہے۔ وہ مادر پدر آزاد طریقۂ تجارت نہیں ہے کہ جس کا مقصد صرف اپنی دوکان چمکانا اور اپنا منافع اور مال زیادہ سے زیادہ بڑھانا ہو بلکہ اسلام کی نگاہ میں جو تجارت مقبول اور پسندیدہ ہے وہ تو دیانتداری کے ساتھ اپنے حصے کے رزق کو اس طرح حاصل کرنے کا نام ہے کہ جس میں کسی دوسرے کی قطعی کوئی حق تلفی نہ ہو جس میں جھوٹ اور فریب کی کوئی آمیزش نہ ہو۔ ناجائز منافع خوری نہ ہو، مصنوعی قلت پیدا کر کے اشیائے ضرورت کی گرانی اور اسی قسم کی دوسری بے ایمانیاں نہ ہوں۔ اشیاء میں ملاوٹ نہ ہو۔ نفع کی شرح ظالمانہ نہ ہو، ناپ تول کے پیمانے درست ہوں۔ گاہک کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت ہو

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو واقعی یہ انداز تجارت تو خود اپنی ذات میں ایک عبادت ہے۔ ایک ایسی عبادت جو ہر تاجر کے لئے دنیا میں بھی کمائی کا معقول ذریعہ ہے اور آخرت میں بھی نجات و مغفرت کا باعث ہے کیونکہ اس تجارت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کی سند حاصل ہے۔

اس ساری گفتگو سے جو بات حاصل کلام کے طور پر سامنے آئی وہ اسلام کا اندازِ فکر و نظر ہے۔ جو انسانی معاشرے میں ایک ایسا مزاج بناتا ہے کہ جس میں بڑائی اور چھوٹائی کے معیارات وہ نہیں ہیں کہ جو طبقات کو جنم دے کر لوگوں کے درمیان نفرتوں کی دیواریں تعمیر کرتے ہیں بلکہ یہاں تو ایک ہی معیار فضیلت اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ رکھنا اور اس کے احکامات کی دل و جان سے پیروی کرنا۔ یہی بھلائی کی بنیاد ہے اور یہی بڑائی کا معیار ہے، رہ گیا زندگی بسر کرنے کے لئے حصولِ رزق کا مسئلہ تو یہ معیارات اور تحفظات شخصی کی دلیل نہیں بلکہ صرف بقائے حیات کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ اور اسے بھی اخلاق اور کردار کی ان پابندیوں کے ساتھ قبول کیا جائے۔ کہ جو اللہ نے سب لوگوں کے مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے اپنے احکامات کی صورت میں ہمیں عطا کیا ہے۔

لہٰذا

اس نظام کی یہی وہ خوبی ہے کہ جو انسان کو انسان کا دوست بناتی ہے اور شرفِ انسانیت کا تحفظ کرتی اور دین و دنیا کی تفریق کو ختم کر کے آدمی کو کاملاً اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لاتی ہے تاکہ ساری زندگی ہی بندگی کے نور سے روشن ہو جائے اور دنیا امن کا گہوارہ بنے اور عاقبت میں نجات و مغفرت بھی نصیب ہو۔